



**THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES**

OFFICIAL REPORT

Monday, the January 04, 2021
(305th Session)
Volume XI, No.03
(Nos. 01-09)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume XI
No.03

SP.XI(02)/2020
15

Contents

1.	Recitation from the Holy Quran	1
2.	Fateha	2
3.	Leave of Absence	3
4.	Point of Public Importance by Senator Sherry Rehman regarding the massacre of Coal Miners in Balochistan and killing of a young boy in Islamabad.....	4
	● Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the House	6
	● Senator Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi.....	7
	● Senator Muhammad Usman Khan Kakar	9
	● Senator Muhammad Javed Abbasi.....	10
	● Mr. Zaheer-ud-Din Babar Awan, Adviser on Parliamentary Affairs	13
	● Senator Dr. Jehanzeb Jamaldini	14
	● Senator Manzoor Ahmed Kakar	16
	● Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri	18
5.	Further Discussion on the Commenced Motion under Rule 218 moved by Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the Opposition regarding Political victimization through NAB	20
	● Senator Saleem Mandviwala	20
	● Senator Walid Iqbal	31
	● Senator Bahramand Khan Tangi	37
	● Senator Muhammad Tahir Bizinjo	41
	● Senator Robina Khalid	44
	● Senator Faisal Javed.....	48
	● Senator Abdul Rehman Malik	55
	● Senator Sassui Palijo	66
	● Mirza Shahzad Akbar, Adviser to the Prime Minister	72
	● Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the Opposition	91

SENATE OF PAKISTAN SENATE DEBATES

Monday, the January 04, 2021

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at six minutes past three in the evening with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آيِن مَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ ۗ وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ
يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۗ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ۗ قُلْ كُلٌّ مِنْ
عِنْدِ اللَّهِ ۗ فَمَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿٤١﴾ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ
فَمِنَ اللَّهِ ۗ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنَ نَفْسِكَ ۗ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۗ وَكَفَى بِاللَّهِ

شَهِيدًا ﴿٤٢﴾

ترجمہ: (اے جہاد سے ڈرنے والو) تم کہیں رہو موت تو تمہیں آکر رہے گی خواہ بڑے بڑے

محلوں میں رہو۔ اور ان لوگوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی

گزند پہنچتا ہے تو (اے محمد ﷺ تم سے) کہتے ہیں کہ یہ (گزند) آپ کی وجہ سے (ہمیں پہنچا) ہے کہہ دو کہ (رنج و راحت) سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ بات بھی نہیں سمجھ سکتے۔ (اے آدم زاد) تجھ کو جو فائدہ پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو نقصان پہنچے وہ تیری ہی (شامت اعمال کی) وجہ سے ہے۔ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو لوگوں (کی ہدایت) کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس بات کا اللہ ہی گواہ کافی ہے۔

سورۃ النساء: (آیات 78 تا 79)

جناب چیئر مین: السلام علیکم۔ مولانا فیض محمد صاحب! کل کوئٹہ میں جو مزدور شہید ہوئے ہیں ان کے لیے دعا کریں۔ جی، راجہ صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق (قائد حزب اختلاف): جناب چیئر مین! میں یہی کہنے والا تھا کہ ایک تو مجھ کے مقام پر جو 11 افراد شہید ہوئے ہیں۔ دوسرا اسلام آباد میں جس نوجوان کو پولیس والوں نے بے دردی سے مارا ہے۔ اس کے لیے بھی دعا مانگنی چاہیے۔

Fateha

جناب چیئر مین: جی، ان کے لیے بھی دعا کریں۔ جی، مولانا فیض محمد صاحب۔

(اس موقع پر دعا مغفرت کی گئی)

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: جناب چیئر مین! میں نے ایک Point of Order پر بات

کرنی ہے۔ مجھے صرف ایک منٹ کا وقت دے دیں۔

جناب چیئر مین: کیا Point of Order ہے؟ پہلے leave applications لے لیں۔

Leave of Absence

جناب چیئر مین: سینیٹر مصدق مسعود ملک صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 304 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 29 اکتوبر اور حالیہ اجلاس کے دوران مورخہ 30 دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: سینیٹر میاں رضار بانی صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 4 جنوری، آج کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: Order No. 2, پہلے میں موشن لے لوں اس کے بعد آپ کو موقع

ملے گا۔

We may now take up Order No. 2, regarding further discussion on the commenced motion No. 1 under Rule 218 moved by Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the Opposition on 1st January, 2021 on his behalf and on behalf of 33 other Senators.

جی، اس دن محسن عزیز صاحب last speaker تھے۔ جی، شیری رحمن صاحبہ بتائیں۔

**Point of Public Importance by Senator Sherry Rehman
regarding the massacre of Coal Miners in Balochistan
and killing of a young boy in Islamabad**

سینیٹر شیری رحمن: جناب چیئرمین! میں اس وقت اس پر تقریر نہیں کروں گی کیونکہ ہمارے دوسرے speakers موجود ہیں۔ مانڈوی والا صاحب بھی اس پر بات کریں گے۔ میں آپ کے توسط سے بہت اہم point of public importance raise کرنا چاہ رہی تھی۔ یہ requisitioned اجلاس ہے۔ اس وقت بلوچستان میں 11 Coal miners شہید ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: میڈم! اس افراد ہیں۔

سینیٹر شیری رحمن: اطلاع 11 افراد کی آئی ہے۔ ان کی تدفین ابھی تک نہیں ہوئی ہے۔ وہاں پر ہزارہ community سخت سردی میں زمین پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ بہت برے حالات ہیں۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ہماری ساری اپوزیشن پارٹیاں وہاں پر دعا کر کے ان کے ساتھ سڑک پر بیٹھی ہیں۔ 24 گھنٹوں سے زیادہ وقت گزر گیا ہے۔ حادثے ہر جگہ ہوتے ہیں۔ ہم ان کے لیے ہمیشہ دعا گو ہوتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ہم ایسے اقدام کریں جس سے فرق پڑے۔ بار بار آپ نے دیکھا ہے کہ Coal miners کے ساتھ حادثات ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر کوئی ذمہ داری نہیں لیتا اور نہ کوئی ہمیں بتاتا ہے کہ ان کے لیے کیا safety measures لیے جا رہے ہیں۔ ان کی فیملیوں کو کیا compensation دیا جا رہا ہے۔ وہاں ان کے لواحقین کا بہت برا حال ہے۔ جناب

چیئر مین! مجھے یاد ہے کہ جب پہلے ایسا واقعہ ہوا تھا، وہ دوسرا حادثہ تھا لیکن پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ Prime Minister جا کر وہاں پر ان کے ساتھ زمین پر بیٹھے تھے۔ ہمارے سارے Minister جا کر زمین پر ان کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اس میں ہمیں دیر کرنی چاہیے اور نہ کچھ سوچنا چاہیے۔ خاص طور پر ہزارہ community کے ساتھ مستقل مظالم ہوتے رہے ہیں۔ ان کو ویسے بھی ہر قسم کے تعصب کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان کے بڑے بڑے قبرستان بن چکے ہیں۔ ان کو تعصب کا نشانہ بنایا گیا ہے ان پر سخت ظلم کیا گیا ہے۔ یہ قدرت کے حوالے سے لقمہ اجل بن گئے لیکن ہمارا اور حکومتوں کا یہ کام ہے کہ چیف منسٹر وہاں پہنچے اور ان کے غموں پر کوئی نہ کوئی مرہم لگائیں۔ ان سے بات کریں اور یہ پتا کریں۔ ہمیں بھی پوچھنا چاہیے اور ہماری ذمہ داری ہے کہ آئے دن ان Coal miners کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ پوری دنیا میں یہ بڑا مشکل اور مضر کام ہے۔ ان کے لیے کیا safety precautions لیے جا رہے ہیں۔ ان کے لیے آگے کیا لائحہ عمل ہے۔ یہ بالکل مظلوم سے مظلوم تر طبقہ ہے۔

جناب چیئر مین! میں آپ سے گزارش کروں گی کہ Prime Minister Sahib مدینہ کی ریاست کی بات کرتے ہیں۔ وہاں پر کچھ رحم دلی دکھائیں اور وہاں پر پہنچیں۔ یہ ایک مظلوم سے مظلوم تر طبقہ ہے۔ غریب سے غریب تر طبقہ ہے۔ ان کے زخموں کو حکومت اور ریاست کی مرہم کی سخت ضرورت ہے۔ میں نے ویڈیو نکالی ہے ہماری اپوزیشن کی سب پارٹیاں وہاں پر ان کے ساتھ سخت سردی میں بیٹھی ہیں۔ منفی درجہ حرارت میں ان کے ساتھ زمین پر بیٹھی ہیں۔ ان کی

تدفین نہیں ہو پارہی ہیں کیونکہ وہ پوری community کہہ رہی ہے کہ ہمارا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آپ لوگوں کی حکومتیں ہیں۔ پاکستان پر رحم کریں۔ ہمارے لوگوں پر رحم کریں جو ان مشکل حالات میں struggle کر رہے ہیں۔ ویسے بھی ان کے چولھے نہیں جل رہے ہیں۔ گیس کی کمی سے نہیں۔ وہ تو ہمارے چولھے نہیں جل رہے ہیں۔ ان کے چولھے اس لیے نہیں جل رہے ہیں کہ ان کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ ان کے پاس دو وقت کی روٹی کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ وہ مرمر کر اپنی جانیں دے رہے ہیں پھر بھی ان کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ یہ ریاست مدینہ ہے؟ میں لہی تقریر نہیں کروں گی کیونکہ ہمارا ایک requisitioned agenda ہے لیکن please order to the Government to take notice. Thank you.

جناب چیئر مین: جی، ٹھیک ہے۔ Leader of the House, please.

Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the House

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (قائد ایوان): شکریہ، جناب چیئر مین! یقیناً بلوچستان میں Hazara Community کے حوالے سے جو واقعہ ہوا ہے نہایت ہی افسوسناک ہے۔ جتنی بھی اس کی مذمت کی جائے کم ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ جہاں ہم ایک طرف اپنے بھائیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں دوسری طرف حکومت بخوبی اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہے۔ Prime Minister Sahib نے فوری طور پر اس پر ایکشن بھی لیا ہے۔ چیف منسٹر صاحب سے بھی انہوں نے بات کی۔ میری معلومات کے مطابق وزیر داخلہ صاحب بھی وہاں پر تشریف لے کر جا رہے ہیں۔ میں یہاں پر یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس واقعہ کی ہم ان شاء اللہ تہ تک پہنچیں گے اور جو اس واقعہ

کے ذمہ دار ہیں وہ بچ نہیں سکیں گے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں اس کو ایک بڑی picture کے طور پر بھی دیکھنا ہے۔ یہ دیکھا جا رہا ہے کہ دہشت گردوں کے حملوں میں پچھلے کچھ دنوں سے کچھ شدت آئی ہے اور دوبارہ regrouping کی بھی اطلاعات ہیں۔ ہم اس تمام صورت حال پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ پاکستان کی حکومت اور پاکستان کے ریاستی ادارے یکسو ہو کر ان کا مقابلہ کرنے کے لئے پرعزم ہیں۔ ہم یہ پیغام بھی دینا چاہتے ہیں کہ بیرون ملک عناصر جو ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں، ان شاء اللہ پاکستان کی ریاست اور حکومت اپنے عوام کے ساتھ مل کر ان کو ایک مرتبہ پھر شکست فاش دیں گے۔ شکریہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ایجنڈا بھی ہے۔ جی بتائیں کبیر محمد شہی صاحب۔

Senator Mir Kabeer Ahmed Muhammad Shahi

سینیٹر میر کبیر احمد محمد شہی: چیئرمین صاحب! آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ یہ واقعات 2010 تک ہوتے رہے اور ہزارہ کمیونٹی کو بہت سے نقصانات اٹھانا پڑے۔ میرے حساب کے مطابق جو ہزارہ دوست بات کرتے ہیں کہ اس وقت تک ان کی شہادتیں اڑھائی ہزار تک پہنچ گئی ہیں اور 2010 تک ان کے ساتھ ایسے واقعات پندرہ سو تک پہنچ چکے تھے لیکن 2010 میں جب نیشنل پارٹی کو یہ حکومت ملی وہاں سے ہزارہ کمیونٹی کی شہادتوں کا سلسلہ زیر و ہو کر بند ہوا اور ابھی یہ دوبارہ شروع ہوا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے اس پر ہمیں سوچنا پڑے گا۔ یہ کل کا انتہائی اندوہناک واقعہ ہوا ہے۔ یہ لفظ بہت کمزور ہے، میں اس کو condemn کرتا ہوں۔

چیئرمین صاحب! اس پر ریاست کو اپنی پالیسیوں کے بارے میں سوچنا ہوگا۔ اس کے لئے پالیسی ترتیب دینی ہوگی۔ یہ اتنا simple نہیں ہے کہ آج بھی بلوچستان کے سنگلاخ پہاڑوں کے درمیان یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ وہاں دو پولیس والے ان کو تحفظ نہیں دے سکتے۔ ہمیں پالیسی کو revisit کرنا ہوگا کہ 2010 سے 2018 تک ہزارہ کمیونٹی نے سکون کا سانس لیا، وہ relax ہو گئے، نمبر ایک۔ دوسرا چیئرمین صاحب! جب یہ واقعہ پہلے ہوا اس میں ان کی ستانوںے شہادتیں ہوئیں جب انہوں نے اپنے لوگوں کی لاشوں کو سڑک پر رکھا۔ میں پیپلز پارٹی کے اس وزیراعظم کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے demand رکھی کہ جب تک وزیراعظم نہیں آئیں گے ہم اپنے شہداء کی تدفین نہیں کریں گے۔ راجہ پرویز اشرف صاحب نے اپنے سارے وزرا کے ساتھ آکر ہمارے ساتھ نیچے فرش پر بیٹھ کر فیصلہ کیا، ان کو تسلی دی، ان کے ساتھ commitments کیں تو انہوں نے اپنے شہداء کی تدفین کی۔

آج وہی پوزیشن دوبارہ ہے لیکن میں افسوس کے ساتھ کہنا چاہوں گا کہ ان کے پاس نہ کوئی وزیراعظم، نہ وفاقی وزیر اور نہ کوئی وزیر اعلیٰ اور نہ مجھے کوئی وزیر نظر آ رہا ہے۔ کل تک مجھے صوبے کا سینئر وزیر بھی نظر نہیں آیا کہ جا کر ان کی اشک شونی کرے اور ان کی تدفین کے حوالے سے ان کو تسلی دے اور اس مسئلے کو حل کرے۔ مجھے آج میرے بائیں جانب بیٹھے ہوئے وزیر اہلئیں کہ آج دس یا گیارہ شہادتیں ہوئیں اور سڑکوں پر وہ لوگ میتوں کے ساتھ، چھوٹے دو دو سال کے بچے، پانچ پانچ ماہ کے بچے، چھ سال کے بچوں کے ساتھ منفی آٹھ اور منفی دس کی سردی میں خواتین بیٹھی ہوئی ہیں۔

انہوں نے کیا efforts کیں، کوئی وزیر گیا، کوئی وزیر اعظم گیا؟ ان کی کانوں پر جوں تک نہیں رہتی۔
ان کا یہ عمل بہت افسوس ناک ہے۔

Thank you very much.

جناب چیئر مین: جی عثمان خان کاکڑ۔

Senator Muhammad Usman Khan Kakar

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ: جناب چیئر مین! شکریہ۔ جیسے میر کبیر بھائی نے کہا ہے کہ دہشت گردی کے ان واقعات میں ہزارہ برادری کے دو سے تین ہزار لوگ شہید ہو چکے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ وہاں یہ لوگ مزدوری بھی کرتے ہیں، یہ محنت کش لوگ بھی ہیں۔ کورنٹ سے ان واقعات کی وجہ سے لوگوں کی اسلام آباد، کراچی بلکہ باہر کے ممالک میں بھی بہت بڑی migration ہوئی ہے۔ ملک کے intelligence کے ادارے، ہمارے سکیورٹی کے ادارے، ہماری پولیس، ہماری صوبائی حکومت اس میں مکمل طور پر ناکام ہو چکے ہیں بلکہ پیپلز پارٹی نے تو وہاں اپنی حکومت ختم کر دی تھی اور وہاں پر گورنر راج نافذ کیا۔

جناب چیئر مین! اب مسئلہ یہ ہے کہ قائد ایوان نے کہا کہ وزیر اعظم صاحب نے وہاں پر ٹیلیفون کیا ہے۔ بھی ٹیلیفون سے یہ کام نہیں ہوتے۔ اگر وزیر اعظم صاحب جائیں اور وہ لوگ قبول کر لیتے ہیں تو ان لوگوں کے لئے یہ غنیمت ہے۔ رات جو صوبائی حکومت کے وزیر گئے تھے وہ ان سے بات نہیں کر رہے تھے کہ ان لوگوں کا اختیار کیا ہے، خاص طور پر سویلین حکومتوں کا وہاں پر کیا اختیار ہے؟ ہمیں تو معلوم ہے کہ وہاں پر کوئی سویلین اتھارٹی نہیں ہے اور نہ کوئی سویلین حکومت ہے۔

اختیار تو دوسرے لوگوں کے پاس ہے۔ یہ لوگ تو بہت مظلوم ہیں۔ اب جن لوگوں نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے یہ واقعہ کیا ہے، وہ بھی ہمارے اداروں کو معلوم ہے کہ کونسے ملک ان لوگوں کو support کر رہے ہیں اور ان ملکوں کے ساتھ ہمارے اچھے تعلقات ہیں جو ان عناصر کو support کر رہے ہیں۔ لہذا ہم ان کی مذمت کرتے ہیں۔ اس پر تمام پارٹیوں کو stand لینا چاہیے، چاہے اپوزیشن ہو، چاہے حکومت کی پارٹیاں ہوں، چاہے دوسرے ہوں، چاہے تیسرے ہوں سارے ملک کو اس پر action لینا چاہیے کہ ہم ان بے چاروں کو protection دے دیں حالانکہ فانا میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے ماورائے آئین قتل، قتل روزانہ کی بنیادوں پر فانا میں target killings ہو رہی ہیں مگر ان بے چاروں کی ایک ایک جگہ پر ایک مختصر کمیونٹی ہے، شہر اور شہر سے باہر بھی یہ مزدوری نہیں کر سکتے۔
- شکریہ۔

جناب چیئر مین: شکریہ جی۔ میں ایجنڈا پر آتا ہوں۔ جی جاوید عباسی صاحب۔

Senator Muhammad Javed Abbasi

سینیٹر محمد جاوید عباسی: جناب چیئر مین! بہت شکریہ۔ میں بہت مختصر بات کروں گا، سینیٹر شیریں رحمن صاحبہ نے بات کی ہے، میر کبیر صاحب نے کی ہے اور پھر ابھی کا کڑ صاحب نے کی ہے جو ہولناک واقعہ ہوا ہے، بہت بڑا حادثہ ہوا ہے۔ جس طرح انہوں نے تجویز دی ہے کہ سنٹر سے ضروریہ message جانا چاہیے جو ہزارہ برادری کے لوگ شہید ہوئے ہیں۔ ان کے خاندانوں کے ساتھ ہمدردی ہونی چاہیے۔ ان کے ساتھ بہت عرصے سے ایسے واقعات ہو رہے ہیں۔ یہ ریاست کی ذمہ داری

ہے اور مجھے یقین ہے کہ صوبائی حکومت نے بھی ضرور کوئی action لیا ہوگا لیکن مرکزی حکومت بھی اس پر action لے تاکہ نظر آئے اور ایوان کو بتایا جائے۔

جناب چیئر مین! اس سے بھی زیادہ اندوہناک واقعہ ہماری داخلہ کمیٹی کے سامنے پیش کیا ہے کہ ریاست کے اندر، اسلام آباد میں جہاں ساری وفاقی حکومت بیٹھی ہوئی ہے، ساری مجلسیں بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہاں ایک طالب علم کے ساتھ جو سلوک پولیس والوں نے کیا ہے اس کی انتہائی مذمت کرنی چاہیے۔ یہاں آکر سب سے پہلے اس کا جواب دینا چاہیے تھا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اس کو ایک واقعے کے طور پر نہ لیا جائے۔ دنیا میں بعض دفعہ ایسے واقعات ہوئے ہیں جن میں ایک طالب علم، ایک مزدور یا ایک ریڑھی والا بے گناہ شہید ہو اور ملکوں کے اندر اس سے آگ لگتی ہے۔ یہ بہت بڑا واقعہ ہے، پاکستان میں اور دنیا میں ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ وہ ایک طالب علم جو جا رہا تھا کس طرح پولیس جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کی جان و مال اور عزتوں کی حفاظت کرے۔ ان کو کس نے یہ اختیار دے دیا، ان کو کس نے یہ لائسنس دے دیا ہے کہ وہ جب چاہیں کسی شہری پر فائرنگ کریں اور اس کے ساتھ یہ سلوک کریں، اس کو خون میں نہلا دیں اور مار دیں۔

جناب چیئر مین! پچھلے تین ہفتوں سے زیادہ اسلام آباد میں جو ڈکیتیاں ہو رہی ہیں، اگر ہمارا دارالحکومت محفوظ نہیں ہے، آپ یہاں کا کوئی سیکٹر دیکھ لیں کہ جہاں ڈکیتی کی وارداتیں نہیں ہو رہی ہیں۔ ایک عرصے سے ہم نے اسلام آباد میں اس طرح کا واقعہ نہیں دیکھا تھا کہ لوگ آئیں کسی دکاندار کو باہر بلائیں اور اس کو مار دیں، اور کسی اور جگہ پر ڈکیتی کرنے جائیں اور وہاں بھی یہی سلوک کریں جیسے اسلام

آباد میں پچھلے ایک ہفتے میں واقعہ ہوا ہے۔ اسلام آباد کے سیکٹر میں، آج یہ معاملہ داخلہ کمیٹی میں بھی گیا ہے۔ وہاں وہ آئے ہوئے تھے، انہوں نے بھی یہ جواب دیا کہ ہاں اسلام آباد میں بہت alarming situation ہے اور ہم کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وفاقی حکومت کا اختیار صرف اسلام آباد کی حد تک ہے باقی تو صوبوں نے Law and Order problem ٹھیک کرنا ہے۔

اگر اسلام آباد میں Law and Order کا مسئلہ ہے، اسلام آباد کے شہریوں کو، اس نوجوان کے جس طرح پولیس کے ہاتھوں مرنے کے بعد گھروں میں ہر جگہ بڑا خوف و ہراس پایا جاتا ہے، ہر جگہ یہ مسئلہ discuss ہو رہا ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ ریاست جس میں ہمارے آئین نے ہمارے شہریوں کی protection کی ضمانت دی ہے، وہاں ہمارے بچوں کے ساتھ اگر یہ سلوک ہوگا تو پھر یہ سوال بنتا ہے، جس طرح اسلام آباد میں Law and Order کا مسئلہ ہے، جس طرح ڈکیتیاں ہو رہی ہیں، مہربانی کر کے رپورٹ منگوائی جائے اور خاص طور پر جو اس بچے کے ساتھ ہوا ہے، اس میں پولیس کی جے آئی ٹی نہ بنائی جائے کیونکہ پولیس والے اپنے پولیس والوں کی مدد کریں گے۔ ابھی تو پرچہ دے دیا گیا ہے، دہشت گردی کی دفعات بھی لگا دی گئی ہیں۔ یہ کل پھر باہر ہو جائے گا۔ کوئی independent ادارہ اس کی انکوائری کرے اور جو لوگ ذمہ دار ہیں ان کو سزا ملے تاکہ ریاست کے شہریوں کو یہ یقین ہو کہ ریاست کی حکومت ان کے خلاف action لیتی ہے اور لے گی بھی اگر انہوں نے کبھی کسی شہری کو مارا جس طرح دن دیہاڑے اس نوجوان کا قتل کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی برابر اعوان صاحب۔

Mr. Zaheer-ud-Din Babar Awan, Adviser on Parliamentary Affairs

جناب ظہیر الدین بابر اعوان (مشیر برائے پارلیمانی امور): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ،

جناب چیئر مین! اسامہ ندیم سنی کا جو ماورائے قانون شہادت ہے، ان کے حوالے سے میں دو facts آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ پہلا fact یہ ہے کہ اس پولیس پوسٹ پر جو لوگ تھے، ان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ دوسرا یہ کہ ان کے خلاف نہ صرف قتل عمد، intentional murder کا، killing کا پرچہ ہوا ہے بلکہ اس میں Section 7, 8 کا Anti-Terrorism Act, 1997 کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ تیسرا act یہ ہوا ہے کہ فوری طور پر ان سب کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ چوتھا act یہ ہوا ہے کہ ایک judicial inquiry order کر دی گئی ہے۔ اس میں صرف پولیس نہیں ہوگی، جس طرح فاضل سینیٹر کہہ رہے تھے، اس میں اور اداروں کے نمائندے بھی شامل ہوں گے۔

یہاں پر کہا گیا کہ society کس طرف چل پڑی ہے، اس پر سپریم کورٹ آف پاکستان کی judgment ہے، بڑے اہم کیس میں، جسٹس کھوسہ صاحب کی judgment ہے، جس میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے کہا ہے کہ جن کے حوالے لوگوں کی زندگیاں ہیں، وہ ان کی حفاظت کرنے کے custodian ہیں، اگر وہ جان لیں گے تو ان کو سخت سے سخت اور اس بدترین جرم کی پوری سزا ملنی چاہیے۔ Let me assure the House کہ میں خود آج شہید کے والد صاحب، بھائیوں اور چچا سے ملا۔ وہ فاضل اپوزیشن لیڈ اور میرے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں پر وہ Sector G-13 میں رہائش پذیر ہیں، پوری family educationists کی ہے۔ یہ بہت المناک بات ہے کہ بے گناہ جس کے بارے میں لوکل پولیس نے بھی جو preliminary

statement دی وہ یہی تھا کہ وہ بے قصور مارا گیا ہے۔ دوسرا، جو 11 کان کن شہید ہوئے ہیں، ان کے حوالے سے حکومت نے پہلے ہی وفاقی وزیر داخلہ کی duty لگائی ہے، وہ بھی جارہے ہیں۔ یہاں سے جوں ہی pending motion پر تقاریر شروع ہوں گی، میں وہاں کے وزیر داخلہ سے بھی update لے کر آپ کے سامنے پیش کر دوں گا۔ جب کوئی جان سے جاتا ہے تو Article 9 کو حرکت میں آنا چاہیے، پوری society کو حرکت میں آنا چاہیے، پوری پارلیمنٹ اور پوری قوم کو حرکت میں آنا چاہیے، یہ کسی ایک شخص کی بات نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی صاحب۔

Senator Dr. Jehanzeb Jamaldini

سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی: جناب چیئر مین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ یہ واقعات جو بار بار ہمارے ملک میں ہو رہے ہیں، ان کی بنیادی وجوہات پر تو ہم جانیں سکتے۔ اس House of the Federation میں جتنی بھی protection ہو، ہماری عوام الناس کی ہونی چاہیے، لوگوں کی، ان کی security ہونی چاہیے، انہیں اپنے گھر میں محفوظ رکھا جانا چاہیے، یہ میرے خیال میں ممکن ہے نہیں۔ ویسے بھی میرے محترم دوست اس وقت Treasury Benches پر بیٹھے ہوئے ہیں، ہمیں تسلی دینے کی خاطر چند باتیں ضرور کہیں گے لیکن بنیادی مسائل پر توجہ میرے خیال میں ناممکن ہے۔ یہ مسئلے حل تو نہیں ہوں گے لیکن کچھ باتیں ہمیں ضرور کرنی چاہئیں۔

جناب! ہزارہ community کے سینکڑوں بندے ایک ہی جگہ پر بم دھماکا یا دیگر ذرائع سے مارے جا چکے ہیں۔ طفل تسلیوں کے علاوہ کوئی خاص بات ہوئی نہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اگر ایک

بیان اپوزیشن کی طرف سے کسی ٹیلی ویژن چینل پر آجاتا ہے، ایک درجن کے قریب ہمارے محترمین چار چار، چھ چھ بندے ساتھ بیٹھ کر ٹیلی ویژن پر اس کا جواب دینے پر تلے رہتے ہیں۔ میں کل سے ٹیلی ویژن دیکھ رہا تھا۔ اس بارے میں دو تین بندے مل کر ہزارہ community کا جو قتل عام ہوا ہے، یہ دو چار باتیں کرنے سے قاصر تھے؟ بنیادی طور پر یہ کرنا چاہتے نہیں، کیونکہ ان کی دلچسپی ہے نہیں، finger pointing کہیں اور ہوگا۔ یہ زیادتیاں کہیں پر بھی ہوں، یہ ہمارے ملک کے شہری ہیں، یہاں کے بے بس شہری ہیں، وہ دو وقت کی روٹی کمانے کی خاطر اتنی سردی میں مجھ میں در بدر تھے۔ ان کی یہ حالت بنادی گئی ہے لیکن کسی کو فکر ہے نہیں۔ پہلے دن سے ہمارے وزیر داخلہ اپوزیشن کا جواب دیتے صبح سے شام تک ٹیلی ویژن پر propaganda کرتے ہیں، کیا وہ وہاں نہیں جاسکتے تھے؟ یہاں پر بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے، یہاں ہمارے محترمین بیٹھے ہوئے ہیں، قابل قدر ہیں، میں ان کی عزت کرتا ہوں۔ ان کو وہاں بھی جانا چاہیے تھا۔

دوسری بات، جو یہاں پر پولیس نے کی ہے۔ ہم بار بار کہتے چلے آرہے ہیں۔ یہاں Committee of the Whole میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ Police reforms ہونی چاہئیں۔ Police reforms کے بارے میں ہمارے experts متواتر یہ کہتے چلے آرہے تھے اور آج بھی کہتے ہیں کہ جب تک Police reforms نہیں ہوں گی، اسی طرح نوجوان سڑکوں پر مارے جائیں گے۔ یہ ہم کرنے سے قاصر ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ہماری باقی تمام حرکات و سکنات جائز ہیں، بھائی! آپ نے جو reforms لانے ہیں، اپوزیشن کو زیر کرنے کی خاطر تو آپ تیار

ہیں، 18th Amendment کو rollback کرنے کے لیے آپ تیار ہیں، صدارتی نظام لانے کے لیے آپ تیار ہیں اور بعض اداروں کو بے لگام کرنے کے بارے میں آپ آزاد ہیں لیکن Police reforms کے بارے میں آپ سنجیدہ کیوں نہیں؟ یہاں پر محترم شہزاد اکبر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، وزیر قانون بیٹھے ہوئے ہیں، law reforms کے بارے میں سنجیدہ ہیں نہیں یا پولیس کو اپنے control میں رکھنا چاہتے ہیں یا اسی طرح عمر شیخ جیسے بندوں کو کچھ عرصے کے لیے اپنی ضروریات کی خاطر رکھ کر، استعمال کر کے واپس باہر پھینکنے کی آپ کے پاس philosophy اور فکر ہے۔ ہزارہ برادری یا یہ قتل عام، سڑکوں پر لوگوں کو مارا جا رہا ہے۔ اس بارے میں ہماری حکومت کو سنجیدہ ہونا چاہیے، اگر واقعی ہے۔ ورنہ یہ ایک درجن کے قریب ناپسندیدہ elements جو بار بار ٹیلی ویژن پر آکر propaganda کرتے ہیں، انہیں اس پر بھی توجہ دینی چاہیے، تب ہی میں مانوں کہ واقعی حکومت سنجیدہ ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئر مین: جی منظور اکڑ صاحب۔

Senator Manzoor Ahmed Kakar

سینیٹر منظور احمد اکڑ: شکریہ، جناب چیئر مین! دوستوں نے بات کی۔ جو واقعہ بلوچستان میں ہوا، یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ کافی عرصے سے، اگر ہم 2002-2005 کی طرف چلے جائیں تو یہ history چلی آرہی ہے۔ حقیقتاً یہ بہت بڑا سانحہ ہے۔ ہم ہمیشہ ہزارہ برادری کے ساتھ رہے ہیں، وہ ہم میں سے ہیں، ہم ان میں سے ہیں، صوبے اور شہر کے حوالے سے چند چیزیں ہیں جن پر میں ضرور بات کروں گا۔ ہرنائی کا واقعہ ہوا جس میں ہمارے forces کے سات جوان شہید ہوئے تھے۔ کریہہ

بلوچ کے حوالے سے ہو، ہم تمام واقعات کی مذمت کرتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہمارے forces کے بندے شہید ہوئے، ہمارے جوان شہید ہوئے تو اس پر کبھی بھی کسی نے اتنی تفصیلاً بات نہیں کی ہے اور نہ debate کی ہے۔

میں point scoring کے حوالے سے بات کروں گا، شاید کسی کو برا لگے۔ ہزارہ برادری کا بہت بڑا واقعہ ہے، ہم ان کے ساتھ ہیں۔ اس سے پہلے بھی ہم ان کے ساتھ رہے ہیں۔ اگر میں بلوچستان کی history کی بات رکھوں، 2002 سے لے کر 2014 تک یا آج تک، میں اس حکومت کو بھی credit دوں گا اور صوبائی حکومت کو بھی credit دوں گا۔ یہ بات نہیں کہ حکومت سنجیدہ نہیں ہے یا حکومت نے پولیس کو freehand نہیں دیا ہے یا حکومت نے لیویز کو freehand نہیں دیا ہے۔ بالکل، ہم سب ایک page پر ہیں اور ہم نے صوبے کے لیے ہی کرنا ہے اور ہم نے اس ملک کے لیے ہی کرنا ہے۔ چاہے وہ جو بھی واقعہ ہو، ہم نے ہر واقعے کی مذمت کی ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

جناب چیئر مین! میں چند چیزیں ایوان کے سامنے رکھوں گا۔۔۔۔۔

جناب چیئر مین: منظور خان، اتنا وقت نہیں ہے، ہم نے motion پر جانا ہے۔

سینیٹر منظور احمد کاکڑ: جناب چیئر مین! تھوڑا سا وقت دے دیں۔ پھر ہم agenda پر بھی

جائیں گے۔ صوبہ بلوچستان کے حوالے سے جو ہماری حکومت ہے یا وزیر اعلیٰ جام کمال صاحب ہیں یا

ہمارے Home Minister ضیاء لانگو صاحب یا اگر ہم وفاق کی بات کریں، یہ تمام ان چیزوں میں

بہت سنجیدہ ہیں کیونکہ CPEC کے حوالے سے وہ کسی کو ہضم نہیں ہوگا، اس کو ہم اتنا easy لے نہیں سکتے۔ یہ جو چیزیں ہیں، ان قوتوں کا سب کو پتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے، کون کروا رہا ہے، کیا ایجنڈا ہے، کیا حساب و کتاب ہے۔ اس میں ہم میں سے بھی چند لوگ ان عناصر کے ساتھ، اس صوبے میں سہولت کار میٹھے ہوئے ہیں جو ان کی مدد کر رہے ہیں۔ اس میں باقاعدہ فنڈنگ ہے۔ ہم اس حوالے سے یہ بات رکھیں گے کہ یہاں پر چند چیزیں ہیں، صرف ایک پوائنٹ PDM کی طرف لے کر جاؤں گا۔ PDM کی طرف میں صرف ایک بات رکھوں گا کہ بیانیہ کچھ اور ہوتا ہے، عزائم کچھ اور ہوتے ہیں۔

جناب چیئر مین: سیاسی باتیں بعد میں کریں گے۔

سینیٹر منظور احمد کاکڑ: میں صرف اس پوائنٹ پر آنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر بہت سے لوگوں نے بہت سی باتیں کی ہیں۔ میں PDM کے حوالے سے یہ بتا رہا ہوں کہ اگر ہم دیکھ لیں بیانیہ کیا ہے، ہم کس کو ٹارگٹ بنا رہے ہیں؟ ہم اداروں کو ٹارگٹ بنا رہے ہیں جبکہ ہم کچھ اور چاہتے ہیں۔

جناب چیئر مین: اس پر منظور خان ہم بعد میں ٹائم دیں گے۔ تشریف رکھیں، جی سلیم مانڈوی

والا صاحب۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: پوائنٹ آف آرڈر تو ہے ہی نہیں۔ جی مولانا صاحب۔

Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب والا! بلوچستان میں پے در پے واقعات ہو رہے ہیں۔

ہرنائی کا واقعہ ہوا، فورسز پر حملہ ہوا، کریبہ بلوچ پر ملک سے باہر حملہ ہوا وہ بھی المناک واقعہ ہے۔ اس کے

بعد کل جو ہزارہ برادری کے ساتھ واقعات ہوئے ہیں یہ معاملہ بھی بہت ہی تشویشناک ہے۔ چوتھا واقعہ وندر میں تبلیغی جماعت والوں کے ساتھ ہوا ہے۔ میں صرف منظور بھائی سے بھی اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت کہاں ہے، حکومتی رٹ کہاں ہے، اتنے دلخراش واقعات ہو رہے ہیں۔ شاہراہیں بند ہو جاتی ہیں، جب ہم بات کرتے ہیں تو PDM پر چڑھائی ہو جاتی ہے۔ خیر وہ بات میں کسی اور موقع پر کروں گا۔ اسلام آباد، وزیر داخلہ، وزیر اعظم کی ناک کے نیچے، اسامہ ندیم کی موت کا حادثہ ہوا ہے، جناب چیئرمین! اگر دو منٹ مجھے اجازت دیں، اس دردناک اور افسوسناک واقعہ پر تو انسانیت شرماتی ہے۔ ایک بچہ جو تقریباً بیس اکیس سال کا ہے، غریب آدمی ہے، میڈیا میں یہاں تک آیا کہ وہ صبح کو یونیورسٹی جاتا تھا اور شام کو ٹیکسی چلا کر اپنا گزارہ کرتا تھا۔ اس بچے پر بائیس گولیاں فائر کی گئیں۔ اگر کسی پر پولیس کو شبہ بھی ہو جائے تو ہونا تو یہ چاہیے کہ پہلے گاڑی کے ٹائر برسٹ کریں تاکہ ملزم بھاگ نہ سکیں۔ اگر اس سے بھی کام نہیں بنتا تو ایک آدھ گولی ایسی جگہ پر لگائیں تاکہ وہ خود بھاگ نہ سکے اور اس کو زندہ پکڑا جائے کہ وہ تخریب کار ہے۔ اب ساری گولیاں بیک وقت چلائی گئیں اور پولیس نے کیس کو جس انداز میں لیا ہے۔ ہم ٹائروں پر فائر کر رہے تھے وہ سرک کر اس کو لگ گئی ہیں۔ چلیں ایک فائر ہو، دو فائر ہوں، اتنے سارے فائر اس طرح سرک کر اور غلطی سے لگ گئے یہ بڑا المناک حادثہ ہے۔ جناب والا! آخر میں میری گزارش ہے کہ اس کے لیے جو ڈیشل کمیشن قائم کیا جائے۔

جناب چیئرمین: Already ہو گیا ہے وزیر صاحب نے بتا دیا ہے۔ جی بہرہ مند تنگی صاحب

کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: ایجنڈے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئر مین: ایجنڈے پر تو پھر پہلے سلیم صاحب ہیں۔ جی سلیم صاحب، ڈپٹی چیئر مین

سینیٹ۔

Further Discussion on the Commenced Motion under Rule 218 moved by Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the Opposition regarding Political victimization through NAB

Senator Saleem Mandviwala

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: شکریہ جناب چیئر مین! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جو کچھ کونٹے میں ہوا ہے یہ پہلی مرتبہ نہیں ہوا۔ کئی مرتبہ اس طرح کے حادثات ہوئے ہیں، ہم نے بھی دیکھے ہیں، آپ نے بھی دیکھے ہیں۔ میں تو یہ suggest کروں گا کہ ہمارے ہاؤس سے اگر تین یا چار سینیٹرز وہاں پر چلے جائیں اور ان لوگوں کے ساتھ، جن کی اموات ہوئی ہیں ان سے solidarity کا اظہار کریں۔ حکومت کو تو پہلے ہی کہا گیا ہے اگر سینیٹ کی طرف سے چلے جائیں گے تو ہمارا House of the Federation کا بہت اچھا پیغام جائے گا۔ لوگوں کو پتا چلے گا کہ Senate is alive to these situations.

جناب چیئر مین: بالکل ٹھیک ہے۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: دوسرا میں ایجنڈے کی طرف آؤں گا جو نیب کا ایجنڈا ہے۔ پہلی مرتبہ سینیٹ کی تاریخ میں اور میری یاد میں requisition کے ایجنڈے پر آیا ہے۔ جناب والا! اس کا آپ کو بھی پتا ہے، میں اس ہاؤس سے شروع کروں گا، اس ہاؤس کے لوگوں سے شروع کروں گا نیب نے جن

لوگوں کو پریشان کیا ہوا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا ڈیڑھ سال پہلے میں نے ایک خط چیئر مین نیب کو لکھا تھا جس کی کاپی آپ کو بھی میں نے بھیجی تھی کہ سینٹرز کو بلانے سے پہلے ان کے خلاف انکوائری یا کیسز رجسٹرڈ کرنے سے پہلے، ان کو گرفتار کرنے سے پہلے ہمارے offices سے رجوع کیا جائے۔ جس کا نیب چیئر مین نے جواب بھی دیا اور کہا کہ بالکل صحیح ہے as per rules ہم اس کو follow کریں گے اور آپ کو بتائیں گے۔ میرے خیال میں اس کے بعد انہوں نے آپ کو بتانا بھی شروع کر دیا۔ یہ ایک اچھا سسٹم شروع کیا اور ہمارے کافی سینٹرز بھی confidence feel کرنے لگے کہ جی ہمیں سنا جائے گا، ہماری سینٹ میں کوئی شنوائی ہے۔ اس کے باوجود میں آپ کو بتاؤں بڑی interesting چیزیں ہوں۔ روینہ خالد دو سال سے نیب کورٹس میں در بدر ہو رہی ہیں۔ بھلا کیوں؟ ان کے خاوند، جن کا ایک حادثے میں انتقال ہو گیا تھا ان کے issues انہوں نے سنبھالے۔ ان کو بلایا اس لیے جا رہا ہے کہ جو کنٹریکٹ ان کے خاوند نے اپنے time پر sign کئے اس کی انکوائری ہو رہی ہے اور ان کو نیب میں اس کا جواب دینے کے لیے بلایا جا رہا ہے۔ آپ کو بھی پتا ہے، مجھے بھی پتا ہے کہ دو سال سے یہ نیب کورٹس میں کھڑی ہوتی ہیں۔ نہ ان کے کیس چلتے ہیں نہ ان کا کوئی حل ہوتا ہے اور یہ کہانی چل رہی ہے۔

جناب چیئر مین! اس کے بعد میں آگے چلتا ہوں، حاصل بزنس صاحب ہمارے بڑے تھے،

انہوں نے اس ہاؤس میں ایک تقریر کی تھی، ان کی سیٹیوں کو، ان کے بیٹوں کو، ان کے in laws کو نوٹس گئے ہیں، ان issues پر ان کو نوٹس گئے ہیں، وہ آج حیات نہیں ہیں، مگر مجھے ان کی تقریر آج تک یاد ہے۔ پھر آپ آئیں، محسن عزیز صاحب آج یہاں پر موجود نہیں ہیں، ہم روس میں تھے 25th

Annivesary of Russian Senate کے موقع پر ہم visit کر رہے تھے۔ چار پانچ ممبران کا delegation تھا۔ وہاں پر ہم تقریر کر رہے ہیں اور پاکستان کو represent کر رہے ہیں اور محسن عزیز صاحب کے فون پر message آتا ہے کہ آپ کے خلاف نیب نے مالم جبہ کیس میں انکو آڑی شروع کر دی ہے۔ وہ وقت تھا، جب ہم روس میں تھے محسن عزیز was not in senses and Mohsin Aziz could not do that trip and he became, I should say mentally and physically incapable of doing anything. پھر میں آتا ہوں شیری رحمن صاحبہ کی طرف، ان کے جو husband ہیں ان کے ساتھ کیا ہوا؟ شاید یہ کسی کو نہیں پتا، ان سے جبراً 164 کا بیان لکھوایا گیا کیونکہ میں ان کو personally جانتا ہوں، میرے بھی دوست ہیں۔ نہایت ہی شریف آدمی ہیں، آج سے نہیں پچیس سال سے میں ان کو جانتا ہوں۔ جبراً 164 کا بیان نیب نے لکھوایا۔ ہر آدمی کو اپنی عزت پیاری ہے۔ بارہ سال مجھے حکومت اور اپوزیشن میں ہو گئے ہیں، آپ نے، بابر اعوان نے، اعظم سواتی نے، سب لوگ جو حکومت میں رہے ہیں، اپوزیشن میں رہے ہیں، میرے ساتھ کام کیا ہے، کوئی اٹھ کر کھڑا ہو جائے کہ سلیم مانڈوی والا کرپٹ ہے۔ سلیم مانڈوی والا نے کرپشن کی ہے۔ ایک ادارہ کھڑا ہو کر ٹی وی میں دے دیتا ہے بغیر کسی ثبوت کے کہ سلیم مانڈوی والا کے خلاف کرپشن کے چارج ہیں۔ کس بات کے چارج ہیں۔ Private transaction کو آپ کو نیب سے نکالنا پڑے گا اگر آپ نے اس ملک کو چلانا ہے۔ میرا یہاں پر کوئی سیاست کا angle نہیں ہے، یہاں پر دو دن سیاست ہوتی رہی، حکومت کتنی ہے ان کے لوگ چور ہیں، یہ کہتے ہیں ان کے لوگ چور ہیں۔ that is politics میں

یہاں سیاست پر بات کرنے نہیں آیا، میں صرف اس لیے آیا ہوں کہ خدار آپ یہ ظلم بند کریں۔ میرے پاس ابھی تک 100 applications in writing آچکی ہیں، لوگ جو جیلوں میں رل رہے ہیں، جو نیب کی custody میں رکھے ہوئے ہیں اور جن لوگوں کے ساتھ plea bargaining میں زیادتیاں ہوئی ہیں، آج میں اس کو ایوان میں record کا حصہ بناؤں گا جو کہ ہم ہر حال میں Committee میں take-up کریں گے، چاہے ہمیں کوئی بھی way اختیار کرنا پڑے۔ مجھے، کسی اور کو نہیں، آپ کے لیے بولا، اور میں نے آپ کو یہ بتایا کہ ہم آپ کے چیئرمین کو بھی دیکھ لیں گے، آپ مجھے یہ بتائیں کس ادارے میں یہ جرات ہے جو کہتا ہے کہ ہم چیئرمین سینٹ کو دیکھ لیں گے۔ جتنا آپ اس چیز کو cover-up کر لیں گے، آپ اس چیز کو جتنا بائیں گے one day this will hunt you, it will hunt everyone in the Parliament, Government میں ہوں اور چاہے یہ باہر ہوں۔ میں اپنے case کے لیے نہ چیئرمین نیب کے پاس گیا کیوں کہ لوگوں نے کہا میں نے چیئرمین نیب سے ملاقات کی، وہ اس لیے کی کیونکہ میں نے press conference میں یہ کہا تھا کہ میں اس سے ملاقات کروں گا، میں چیئرمین نیب سے ملا اور اس کو کہا کہ آپ نے notice لیا ہے اور میرا case منگوایا ہے، مہربانی کر کے میرا case عدالت میں لیکر جائیں کیوں کہ میں عدالت میں جواب دوں گا، اگر میں غلط ہوں تو عدالت بتائے گی کہ میں نے کہا، عدالت مجھے جو بھی سزا دے گی وہ مجھے منظور ہے اور اگر میں صحیح ہوں تو پھر وہ ہی سزا آپ کے لیے ہونی چاہیے کہ آپ غلط cases بناتے ہیں اور false cases بناتے ہیں، case

کرنے سے پہلے آپ میڈیا میں لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں، نیب کا notice آتا ہے تو سب سے پہلے میڈیا کو دیا جاتا ہے کہ ذرا اس کو چلائیں، اس کی عزت اچھا لیں وہ ہم بعد میں دیکھیں گے۔

جناب چیئرمین! اس طرح سے کام نہیں چل سکتا، اگر میں نہیں روک سکتا تو اس ایوان کو روکنا پڑے گا، آپ لوگوں کو روکنا پڑے گا نہیں تو یہ respect for society کو ختم کر دے گا۔ آج میں کہیں بھی جاتا ہوں، کسی چیئرمین میں جاتا ہوں، وہاں مجھے سوائے داستانیں سننے کے علاوہ کچھ نہیں ملتا، میں اسلام آباد چیئرمین میں یہ announce کر کے آیا ہوں، every Chamber should become a complaint centre against NAB, businessmen کی complaints ہیں وہ چیئرمین میں جمع کروائیں اور سینٹ کو بھیجیں،

we will take them up here and find out what is going on that.

جناب چیئرمین! میں نے بار بار کہا، میری جو investigation ہوئی، نیب کی جو بھی investigation ہوتی ہے وہ record ہوتی ہے، میں نے بار بار کہا اس کو release کیا جائے، آپ اس کو میڈیا میں چلائیں، یہ notice چلاتے ہیں آپ اس کو چلائیں، مجھ سے کیا پوچھا گیا؟ کہ آپ business کرتے ہیں، مجھ سے کیا پوچھا گیا؟ کہ آپ plots خرید و فروخت کرتے ہیں، مجھ سے کیا پوچھا گیا؟ کہ آپ Mangla Corps کے ساتھ business کرتے ہیں اور آپ بے نامی transactions کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! Deputy Chairman of Senate has done benami transaction with Mangla Corps, the

State Bank, FBR, آپ کے ادارے، whole country is laughing, SECP منستے ہیں کہ یہ کیا ہوگا اس ہے یہ ہو سکتا ہے، is it possible? میرا صرف کہنے کا مطلب یہ ہے کہ نیب ایک ادارہ بن گیا ہے جو کسی کے control میں نہیں ہے، جو ہم سننے ہیں کہ کسی کے control میں نہیں ہے، اسے لگام دینی پڑے گی، میں یہ نہیں کہہ رہا، Prime Minister آئے stock exchange میں statement دی کہ مجھے پتا ہے business community کتنی پریشان ہے، ہم اس کا علاج کر رہے ہیں، اس کے بعد ordinance آیا، اس پر agreement نہیں ہو سکا۔ میرا کہنے کا صرف یہ مطلب ہے کہ اس کا حل آپ نے اور پارلیمنٹ نے نکالنا ہے، کسی اور نے نہیں نکالنا یہ میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ میں آپ کو اس floor پر کھڑے ہو کر بتا رہا ہوں، اگر آپ ڈریں گے اور یہ ایوان ڈرے گا، آپ کو ڈرایا جائے گا اور آپ ڈر جائیں گے تو پھر آپ یہ سمجھ لیں تو پارلیمنٹ بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ میں آپ سے again and again request کروں گا آپ بھی کھڑے ہوں، ایک ایک ممبر چاہے وہ treasury کا ہو، چاہے وہ government کا ہو، یہ سیاست نہیں ہے، میں پھر کہہ رہا ہوں یہ سیاست نہیں ہے، آپ یہ demand کریں میڈیا میں کسی کی پکڑی نہیں اچھالی جائے گی۔ میں امریکہ میں سات سال تک رہا ہوں، tax file کرتا رہا ہوں، کبھی notice بھی آئے ہیں، کبھی چیزیں بھی ہوئی ہیں، امریکہ میں کبھی نہیں سنیں گے جب تک وہ matter court میں نہ چلا جائے کہ جی کسی کی tax evasion or tax frauds investigation ہو رہی ہے، آپ کبھی نہیں سنیں گے کیوں کہ

خرم کو بھیجتا تھا، کسی کو advance چاہیے ہوتا تھا تو میں خرم کو بھیجتا تھا، اس نے خود کشی کر لی، آپ اس ملک کے ساتھ، اس environment کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ آپ اس ایک ادارے کو اتنی اجازت دے رہے ہیں کہ وہ اس نچ پر لوگوں کو پہنچادیں کہ لوگ خود کشی کر لیں؟ ایسے ایسے officers جنہوں نے اپنی ساری زندگی نوکری میں ملک کو serve کیا اس کا یہ result ہے؟ Mr. Chairman! this is a very serious issue, شاید کوئی لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں یہاں پر اگر کوئی سیاست کر رہا ہوں، میں again and again repeat کر رہا ہوں کہ میں کوئی سیاست نہیں کر رہا ہوں، میں آپ کو صرف یہ سمجھانا چاہ رہا ہوں کہ یہ بہت serious matter ہے، آپ کو اور اس ایوان کو بھی seriously دیکھنا چاہیے، اس وقت بھی لوگوں نے مجھے جیل سے letters لکھے ہیں کہ خدا کے لیے ہمیں یہاں سے نکلوائیں، 80 سالہ عمر کے ایسے ایسے لوگ دو دو سالوں سے جیل میں پڑے ہوئے ہیں، جن کا direct کسی چیز سے کوئی تعلق نہیں ہے، شبلی صاحب بھی آگئے ہیں، ان سے پوچھیں انہوں نے بھی میرے ساتھ سینیت میں چھ سال گزارے ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم صحیح کر لیتے ہیں، we can keep politics aside، ہمیں politics کا مسئلہ نہیں ہے، اگر ہم کچھ چیزیں صحیح کر لیتے ہیں اور اگر Opposition میں، آپ شبلی صاحب، سواتی صاحب سے پوچھیں، جب یہ ہمارے ساتھ Opposition میں ہوتے تھے، ہم نے کتنی کتنی difficult legislations کی ہیں؟ کئی مرتبہ ایسی situation بن جاتی تھی کہ legislation نہیں ہوگی، ہم پھر بھی بیٹھتے تھے work out کرتے تھے کوئی solution

نکال لیتے تھے اور legislation ہوتی تھی، ان کی Committees میں legislations ہوئی ہے، difficult سے difficult legislation ہوئی ہے، میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر نہیں ہوئی تو اس کا کہنے کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ ہو ہی نہیں سکتی؟ یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ نہیں ہو سکتی ہے، اگر Opposition کی کوئی demand غلط تھی کوئی بات نہیں، اگر government کی demand غلط تھی تو کوئی بات نہیں۔ آپ پھر بیٹھیں، میں کہتا ہوں دس مرتبہ بیٹھیں don't involve politics in it. جب آپ ہر چیز کو سیاست کی نذر کر دیں گے تو حل کیسے نکلے گا۔ حل آپ نے ملک کے لیے نکالنا ہے کسی ایک individual یا میرے لیے تو نہیں نکالنا۔ جناب ایک تو میں یہ چاہوں گا کہ جتنے بھی human rights issue ہیں، جو ہمارے پاس آئے ہیں، جو identified ہوئے ہیں وہ Human Rights Committee کو بھیجے جائیں یہ میری آپ سے request اور میری ہاؤس سے ایک demand بھی ہے کہ اس کو۔۔۔

جناب چیئر مین: سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب آپ یہ سارے لکھ کر میرے office کو

بھجوادیں۔

سینیٹر سلیم مانڈوی والا: دوسرا خود PTI Government کہتی ہے کہ ہم احتساب کرنا

چاہتے ہیں۔ بالکل میرا نہیں خیال کہ اس ہاؤس میں کوئی آدمی ہے جو یہ کہے گا کہ احتساب نہیں ہونا

چاہیے۔ کیا NAB Officers کا احتساب نہیں ہونا چاہیے؟ کیا وہ exempted ہیں؟ کیا وہ

Constitution سے بالاتر ہیں؟ کیا وہ اس ملک میں کوئی خاص لوگ ہیں جن کا احتساب نہیں ہونا

چاہیے؟ پی آئی اے کی ڈگریاں check کر کے تو ہزاروں لوگ نکال دیتے ہیں، Steel Mills کے لوگوں کو ڈگریوں پر نکال دیتے ہیں۔ ہر department ہر organization کی ڈگریاں check ہوتی ہیں تو نیب والوں کی ڈگریاں check کرنے میں کیا ہے۔ جتنے میرے دوست وزیر اور دیگر لوگ بیٹھے ہوئے do they want to exempt NAB from assets check ان کے accountability? All I am demanding that کیے جائیں۔ ان کی ڈگریاں اور ڈومیسائل check کیے جائیں۔ ان کی کیسے induction ہوئی وہ check کی جائے۔ یہ تو ہم ہر ادارے کی کرتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ Finance Committee میں نیشنل بینک اور سٹیٹ بینک اور دوسرے اداروں میں یہ کام کیا، یہ کام کرنے میں آپ کو کیا objection ہے؟ کیا ڈر ہے؟ میں again and again ڈر کا word استعمال کروں گا۔ یہ کیا ڈر ہے کہ نیب کی investigation نہیں ہونی چاہیے۔ اس سے کیا ہو جائے گا۔ آپ اس issue کو بھی committee, Law and Justice کو یا جس کو بھی آپ مناسب سمجھیں refer کریں کیونکہ یہ چیز بھی ہونا ضروری ہے۔ ہم parliamentarians کیا کرتے ہیں؟ سپریم کورٹ نے order دے دیا فوراً legislation ہو گئی۔ سپریم کورٹ نے کسی کو job سے ہٹا دیا، فوراً ہٹ گیا۔ پارلیمنٹ کچھ کرنے جائے تو اس کے سامنے دس مسائل ہیں کہ نہیں، نہیں پارلیمنٹ نہ کرے۔ شہزاد صاحب نے یہ کہا کہ میں personal issue Senate میں نہ لاؤں۔ میں اپنا issue نہیں

لاتا، میں بالکل نہیں لاتا مگر مجھے یہ right ہے کہ میں جو issue غلط ہے، جو چیز اس ملک میں غلط ہو رہی ہے اس کو اس Floor پر لاؤں۔ یہ میرا right ہے کہ میں اس کو اس Floor پر لاؤں۔

جناب چیئرمین! آپ اگر اس process کو چلنے دیں گے اس میں کسی کا نقصان نہیں صرف فائدہ ہے۔ پاکستان کی عوام کا فائدہ ہے، پاکستان کی business community کا فائدہ ہے، پاکستان کے ہر اس آدمی کا فائدہ ہے جس کی عزت اچھالی جا رہی ہے اور جس کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے وہ نہیں ہوگی۔ میں in the end یہ کہنا چاہوں گا کہ اس کا کوئی ایسا حل نکالیں اور میں آپ کو بتاؤں یہ چیز نیب کے لیے بھی اچھی ہوگی۔ نیب کے لیے بری نہیں ہوگی کہ اگر نیب میں کوئی گندے یا غلط لوگ ہیں اور سپریم کورٹ کے کسے پرچھ لوگ نکالے گئے ہیں وہ order بھی میرے پاس ہے۔ یہ کوئی طریقہ تو نہیں کہ سپریم کورٹ ہی جا کر کسی کو نکلوانا ہے، سپریم کورٹ ہی جا کر کوئی action کرنا ہے تو وہ میں بھی کر سکتا ہوں۔ میں بھی اپنے وکیلوں سے کہوں گا کہ میری petition to the Supreme Court بناؤ کہ سینٹ میں کوئی حل نہیں نکل رہا اس لیے میں سپریم کورٹ یا ہائیکورٹ جاتا ہوں But why? Parliament is a supreme body and this is the Upper House. Why can't we resolve these issues here and we have the capacity? ہم بھی موجود ہیں، ہمارے پاس businessmen and technocrats بھی موجود ہیں۔ ہم committees میں major legislations کرتے ہیں، ہم ایسے ہی تو نہیں کرتے۔ میری

again آپ سے یہ درخواست ہوگی کہ آپ ان چیزوں کو سینٹیٹ میں address کروائیں، جو concerned Committees ہیں ان میں refer کریں اور اس issue کو حل کروائیں۔
 جناب چیئر مین: بالکل یہ بڑا ہم issue ہے جو ہمارے ڈپٹی چیئر مین سینئر سلیم مانڈوی والا صاحب نے raise کیا ہے۔ آپ ایک مجھے لکھ کر بھیج دیں اور شہزاد صاحب اس پر میں آپ اور ڈپٹی چیئر مین صاحب بیٹھ جائیں گے اور اس کو discuss بھی کر لیں گے کہ ہم نے further اس پر کیا action کرنا ہے کیونکہ وہ بھی ہمارا ایک قومی ادارہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں بہتری آسکے۔ اس پر اور کون بات کرنا چاہے گا۔

Senator Walid Iqbal

سینیٹر ولید اقبال: شکریہ، جناب چیئر مین! میں اسی موضوع پر آج گفتگو کرنا چاہ رہا تھا۔ توقع یہ تھی کہ میں جمعہ کے دن پیش کر دوں گا لیکن دیر آید درست آید۔ جو سب سے پہلے اس میں بات ہے کہ egregious human rights violations. سینئر سلیم مانڈوی والا صاحب کا case sorry اس کی یہاں file تو نہیں پڑی ہوئی تو اس individual case کو تو میں نہیں جانتا میں عمومی بات عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ انسانی حقوق کی متفرق خلاف ورزیاں۔ پاکستان کے دستور میں Article 9 سے 28 تک ہمارے Fundamental rights, part II, chapter 1 میں درج ہیں۔ Mr. Chairman, Article 8 of the Constitution stipulates کہ کوئی قانون fundamental rights کے خلاف اگر ہو تو وہ کالعدم ہے۔ کوئی نیا قانون بنے اگر کسی fundamental right کسی بنیادی حق کو پامال کرتا

ہے تو وہ اس حد تک کالعدم ہے اور ہماری عدالت عالیہ، عدالت عظمیٰ اس بات کا اختیار رکھتی ہیں کہ وہ اس کو کالعدم قرار دیں۔ جناب چیئر مین! وہ تو الگ بات ہے کہ دونوں جو اپوزیشن میں اس وقت بڑی جماعتیں ہیں ان کے اپنے اپنے دور گزرے، 2008 سے 2013 اور 2013 سے 2018 انہوں نے اس میں کوئی ترامیم نہیں کیں لیکن ابھی تک کسی اعلیٰ عدالت نے، کسی عدالت عظمیٰ نے انسانی حقوق کی پامالی کے حوالے سے National Accountability Ordinance 1999 کو کالعدم قرار نہیں دیا۔ مجھے اس بات پر تھوڑا سا تعجب ہے کہ میرے فاضل دوست جناب سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب، آپ نے وہ remarks record سے تو expunge کر دیے تھے۔ انہوں نے پگڑیاں اچھالنے کی بات اور قانون کے بارے میں جو انہوں نے کہا کہ وہ کہاں پر رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ ان کا رویہ ہے۔ اس ایوان کے رکن ہونے کے حوالے سے ہمیں اس بات کا فیصلہ کر لینا چاہیے کہ اگر کوئی قانون رائج ہے اور اس کو ابھی تک کالعدم قرار نہیں دیا گیا یا پھر قانون کی حکمرانی ہوگی یا قوانین کی حکمرانی ہوگی یا پھر جو یہ قوانین کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں ان کی حکمرانی ہوگی۔ بار بار کہتے ہیں کہ سیاست دانوں کی پگڑیاں نہ اچھالیں، بار بار یہ بات جمعہ کے دن اجلاس میں اسی موضوع پر بات کی گئی۔ یہ سیاست دانوں کے دفاع کے لیے سب لوگ کیوں آتے ہیں۔ اس کی زد میں کاروباری لوگ، businessmen, professionals اور ایسے لوگ، ٹھیک ہے سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب نے کچھ حد تک ٹھیک کہا کہ لوگوں کے تیس، تیس سال کے careers ہوتے ہیں اور ان کو آخری پانچ، چھ ماہ کے اندر گھسیوں اور گھسن کے درمیان تمیز نہ ہونے پر۔ اکثر سیاست دان

جس طرح کوئی smuggled goods کے ٹرک کا مالک غائب ہو جاتا ہے اور ڈرائیور پکڑا جاتا ہے وہ professionals کو پکڑے جانے کے لیے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

جناب چیئر مین! جمعہ کے دن یہاں پر یہ بھی بات ہوئی اور وہ بھی میرے فاضل دوست سینئر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نے کہا کہ ہم آگے بڑھ رہے ہیں یا پیچھے کی طرف جا رہے ہیں اور نیب کو مورد الزام ٹھہرا یا گیا۔ ایک اور ایجنڈا item یہ بھی ہے کہ غیر مثالی unprecedented crackdown ہو رہا ہے اور یہ مخالفین کے خلاف استعمال کرنے کا ایک ہتھیار ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یقیناً بہت آگے بڑھ چکے ہیں۔ اپوزیشن اور مخالفین کے خلاف اس ملک میں کب کب، کیا کچھ ہوتا رہا ہے۔ شہنشاہ ایران رضا شاہ پہلوی نے اپنی ایک SAVAK بنائی ہوئی تھی۔ Adolf Hitler نے SS and Gestapo نامی چیزیں بنائی ہوئی تھیں۔ Joseph Stalin نے NKVD بنائی ہوئی تھی ہمارے ہاں ایک FSF نامی قوت بھی بنائی گئی تھی جس سے سیاسی انتقام لیا جاتا تھا اور کیا انتقام لیا جاتا تھا یہ بھی سب کو پتا ہے۔ جناب چیئر مین! میرے فاضل دوست سینئر محمد عثمان خان کا کڑ صاحب نے کہا کہ National Accountability Bureau, Guantanamo Bay کی طرح ہے۔ مجھے اپنے اس ملک کی تاریخ سے یہ یاد ہے کہ اگر پاکستان میں کوئی National Accountability Bureau بنا تھا تو جناب چیئر مین! اس کا نام National Accountability Bureau نہیں تھا میں ان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں اس کا نام دلائی کیمپ تھا اور وہ کس دور کے اندر بنا تھا؟ وہاں کی جو لوگ سیریں کر کے آئے ہوئے ہیں، افتخار طاری صاحب سے کبھی

پوچھیں جو ان کے اپنے کارکن ہوتے تھے اس کیپ کو بنانے والے کے اور اس کے علاوہ جے اے رحیم صاحب کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ سیاسی مخالفین کے ساتھ تو اس ملک میں یہ یہ سلوک ہوتا رہا ہے۔ ان ہی کا ایک دور یہ بھی تھا کہ جس میں میاں نواز شریف کے والد صاحب کو ان کے دفتر ایمپریس روڈ، لاہور سے اٹھا کر لے گئے تھے۔ جب roles reverse ہوئے تو اسی ایوان کے ممبر احتساب الرحمن اور خالد انور صاحب اور دیگر ممبران، جسٹس قیوم کو فون کر کے کہتے کہ آپ یہ کام کریں۔ ایسا تو اس دور میں نہیں ہو رہا ہے۔ ایسے Guantanamo Bay اس دور میں نہیں بنے ہیں۔ میں نے یہ عرض کرنا تھا کہ Natural Justice کا ایک اصول ہوتا ہے۔ یہاں ایک ادارے کو زد و کوب کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ یہاں کہا جا رہا ہے کہ یک طرفہ کارروائی ہوتی ہے۔ نیب کی یہاں کوئی بھی نمائندگی نہیں کر رہا ہے اور نہ میں ان کا نمائندہ ہوں۔ یہ بات ضرور ہے کہ جس کو آج یہاں devil کہا جا رہا ہے، کوئی اس کی advocacy بھی کر لے۔

جناب! میں ابھی ایک supplement پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ چند مہینے پہلے شائع ہوا تھا۔ جس اخبار میں چھپا تھا، اس کا نام Daily Times ہے اور یہ سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کا ہے۔ آج ان کا یوم وفات بھی ہے۔ ان کے فرزند شہریار تاثیر اس کے Editor In-Chief ہیں۔ یہ supplement انہوں نے نیب کارکردگی کے متعلق شائع کیا ہے۔ شہزاد اکبر صاحب مجھ سے زیادہ up to date ہیں۔ میرے ساتھ اتنا data نہیں ہے جتنا ان کے ساتھ ہے۔ میں اس supplement کی صرف کچھ سرخیاں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ لوگوں کو یہ بھی پتہ چلے کہ اس

ادارے کی مجموعی کارکردگی کیا ہے۔ یہ 19-2018 کی رپورٹ ہے۔ میں پھر سے عرض کروں کہ اسے Daily Times نے شائع کیا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ نیب نے 2019 میں 141.5 ارب روپے recover کئے تھے۔ اسی سال میں نیب کا success ratio 68.8 per cent رہا ہے۔ Daily Times یہ کہتا ہے کہ 1999 میں جب نیب کی بنیاد رکھی گئی، اس کے بعد سے اب تک اس نے 470 ارب روپے کی recovery کی ہے۔ اس پورے عرصے میں اس کا success ratio 70 per cent رہا ہے۔ 2019 میں اس کے پاس 53 ہزار کے قریب complaints آئیں۔ ان میں سے نیب نے 42 ہزار complaints process کئے۔ 2018 میں 48 ہزار سو complaints آئیں۔ ان میں سے نیب نے 41 ہزار complaints process کئے۔ 1999 سے اب تک اس کے پاس ساڑھے چار لاکھ complaints آئی ہیں۔ ان میں سے نیب چار لاکھ complaints process کر چکا ہے۔ یہ قابل ذکر بات ہے کہ اس میں efficiency ضرور پائی جاتی ہے۔

جناب! Daily Times یہ بھی کہتا ہے کہ Gallup and Gilani Survey کے

مطابق پاکستان کی 59 فیصد عوام نیب پر اعتماد کا اظہار کرتی ہے۔ یہ سب Daily Times کہہ

رہا ہے۔ میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں ان کا نمائندہ بھی نہیں ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تصویر کا وہ رخ

بھی دکھایا جائے کہ جو اس طرح کے جریڈوں میں ہمارے سامنے آتی ہے۔ Transparency

International Pakistan, World Economic Forum, PILDAT

and Mishal Pakistan: ان سب اداروں نے نیب پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ ان اداروں کا ہماری سیاسی جماعت اور حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق NAB is the only organization in the world with which China has signed an MoU to oversee the projects undertaken in Pakistan by CPEC. یہ ادارہ کرپشن، فراڈ، مضاربہ اور مشارکہ کے فراڈ، fake housing societies, fake cooperative societies and money laundering cases دیکھتا ہے۔ نیب نے Higher Education Commission کے ساتھ بھی ایک MoU sign کیا ہے تاکہ کم عمری میں نوجوانوں کو ill effects of corruption پر آگاہی دی جائے۔ یہ سب اس جریدے میں ہیں۔ میں اس کی باتیں کر رہا ہوں۔ اس MoU کے ذریعے in colleges and universities Character Building across the country, زیادہ سے زیادہ Center قائم کئے گئے ہیں جو نوجوانوں کو کرپشن کی لعنت سے آگاہ کر رہی ہے اور اس کے خلاف ایک سوچ کو build کر رہی ہے۔ بانی پاکستان، حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کا ایک انگریزی قول ہے جس کا اردو میں یہ مفہوم بنتا ہے کہ: ہم کو درپیش سب سے بڑی لعنت، کرپشن اور رشوت ستانی ہے۔ یہ درحقیقت ایک زہر ہے۔ یہ ہم پر لازم ہے کہ ہم اسے آہنی ہاتھوں سے زیر کریں۔ میری اپنے فاضل دوستوں سے یہی درخواست ہے کہ ایسے مؤثر ادارے کو قلع قمع کرنے سے پہلے یہ سوچیں کہ اگر ایسا ادارہ

نہ رہا تو عوام کو ریلیف کہاں سے ملے گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عوام براہ راست آپ کا احتساب کرنے لگے۔ اس کے متعلق فیض احمد فیض نے کہا کہ

ہر اک اولی الامر کو صدا دو کہ اپنی فرد عمل سنبھالے
اٹھے گا جب جسم سرفروشاں، پڑیں گے دارورسن کے لالے
کوئی نہ ہو گا کہ جو بچالے
جزا سزا سب یہیں پہ ہو گی، یہیں عذاب و ثواب ہو گا
یہیں سے اٹھے گا شور محشر، یہیں پہ روز حساب ہو گا

جناب! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئر مین: شکریہ، جی سینیٹر بہرہ مند خان تنگی۔

Senator Bahramand Khan Tangi

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: شکریہ، جناب چیئر مین! میں کوشش کروں گا کہ ایجنڈے کی مناسبت سے بات کروں۔ میری کوشش یہی ہوگی کہ کوئی constructive discussion ہو۔ جمعے کے دن جس طرح حکومتی بینچوں سے political point scoring کی گئی، میں کوشش کروں گا کہ ایسا نہ ہو بلکہ to the point بات ہو۔ نیب کے کردار پر ہم اس ایوان میں بات کریں تاکہ ایوان بالا سے حکومتی بینچوں اور خود ادارے کو بھی یہ message send ہو جائے کہ کوئی بھی نہ احتساب سے ڈرتا ہے، نہ بھاگتا ہے اور نہ اس سے انکاری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم political workers ہیں and for the last forty years سے میں پاکستان پیپلز پارٹی کے platform سے سیاست کرتا آ رہا ہوں۔ ہم نے ہمیشہ

پارلیمانی طرز نظام میں اداروں کو آزادانہ اور منصفانہ کام کرتے ہوئے دیکھا ہے تاکہ جمہوریت اور جمہوری اداروں پر پاکستان کی عوام کا یقین مضبوط ہو، جمہوریت میں عوام کو ان کی دہلیز پران کا حق ملے اور ان کی حق تلفی نہ ہو۔ میں ابھی نیب کے role پر آتا ہوں۔

جناب! نیب جب کسی business man, politician, parliamentary or member of opposition کو پکڑتی ہے تو اگلے روز اسے عدالت میں پیش کرتی ہے۔ عدالت میں نیب حکام یہ request کرتے ہیں کہ ملزم کو اتنے دنوں کے ریمانڈ پران کے حوالے کیا جائے۔ میں اسی point پر بات کرنا چاہتا ہوں اور ایوان کو اس سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ جب نیب حکام ریمانڈ کا کہتے ہیں تو عدالت یہ بات پوچھتی ہے کہ اس نے ایک شری، سیاستدان، بیوروکریٹ اور ممبر اپوزیشن کو کیوں گرفتار کیا ہے۔ عدالت یہ کہتی ہے کہ اگر آپ کے ساتھ information نہیں ہے، اگر آپ کے پاس ثبوت نہیں ہے، اگر آپ کے پاس وہ مواد نہیں ہے جن کی بنیاد پر آپ نے گرفتار کیا ہے تو پھر ریمانڈ کیوں مانگتے ہیں۔ بیس یا تیس دن بعد لوگوں کو جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ دو یا تین سال بعد پاکستان کے respectable and honourable judges انہی لوگوں کو ضمانت دیتے ہیں۔ اس دوران جو بندہ نیب زدہ بن جاتا ہے چاہے وہ ایک سیاستدان، بیوروکریٹ اور ممبر اپوزیشن یا بزنس مین ہو، اس کے بچے محلے میں کسی سے آنکھ ملانے کے قابل نہیں ہوتے ہیں۔ وہ باپ اپنے بچوں کے سامنے آنکھ نہیں اٹھا سکتا ہے۔ وہ شخص اپنی بیوی کے سامنے نہیں بیٹھ سکتا ہے کیونکہ وہ نیب زدہ، چورا اور کرپٹ ہوتا ہے۔ جب دو سال بعد ان کی ضمانت ہوتی

ہے تو آپ نے تو ان کی زندگی کا اہم حصہ تباہ و برباد کر دیا ہوتا ہے۔ میرے بھائی نے کہا کہ پکڑی اچھالنے کی بات نہ کریں، جو شخص اپنے خاندان، گاؤں اور محلے میں آنکھیں ملانے کے قابل نہیں رہا، وہ اپنے بچوں کے سامنے کرپٹ اور چور ٹھہرا۔ ان نیب کے officers کو کیا سزا ملنی چاہیے۔ پاکستان کی عدالتیں تو ضمانت دے دیتی ہیں لیکن نیب والے کہتے ہیں کہ یہ تو عدالت نے ضمانت دی ہے، ہم نے تو پکڑا تھا۔ میں نیب سے پوچھوں گا کہ آپ نے کس ثبوت کے تحت پکڑا تھا۔ آپ چوروں کو پکڑ کر بالکل سزادیں لیکن ریمانڈ نہ لیں۔ آپ ثبوت دیں کہ آپ جسے پکڑ رہے ہیں اسے سزا ملے، چاہے وہ politician, businessman یا بیوروکریٹ ہو، اس سے نیب کی طرف سے message جائے گا کہ یہ political victimization نہیں ہے لیکن جب نیب کسی کو پکڑتا ہے تو حکومت کی طرف سے بیانات آتے ہیں کہ ہم نے کہا تھا کہ یہ پکڑے جائیں گے اور انہیں سزا ملے گی۔

جناب چیئر مین! کیا نیب کے چیئر مین نے اپنی ٹیم کے ساتھ ساتھ حکومتی وزراء بھی اپنے نمائندے رکھے ہوئے ہیں۔ کیا وہ رات کو ان کے ساتھ میسٹنگ کرتے ہیں کہ انہیں معلوم ہوتا ہے کہ فلاں کو پکڑا جائے گا۔ Anti-corruption, CBR وغیرہ کے ادارے ہیں، democratic process میں we want to support the institutions. اگر ان اداروں کو strengthen کرنے کے لیے جمہوری اور پارلیمانی نظام کوئی کام نہ کرے تو عوام ہمیں معاف نہیں کریں گے۔ آپ لوگوں کو دس دس سال mentally, politically, financially and professionally torture کریں، وہ زندہ لاش بن جائیں اور اس پر کہیں کہ ہمارا role بہت

transparent ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نیب کے چیئرمین کو خود سوچنا چاہیے کہ اگر ہم کسی کو پکڑتے ہیں تو اس کا ریمانڈ نہ مانگے بلکہ ان کو عدالت سزا دے کیونکہ نیب بھی پاکستان کا ادارہ ہے اور عدالتیں بھی پاکستان کی ہیں، اگر نیب پکڑتا ہے اور عدالت ضمانت دیتی ہے تو نیب کے کردار کو political victimization کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت نیب کے role سے ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے وہ PTI کا ذیلی ونگ ہے۔ مجھے یاد ہے کہ کراچی میں الطاف حسین نامی ایک لیڈر تھا، اس نے کئی wings بنائے ہوئے تھے۔ اس وقت کے موجودہ Prime Minister نے کہا تھا کہ وہ انڈیا اور RAW کا ایجنٹ ہے، دہشت گرد ہے اور کراچی کے عوام کا دشمن ہے۔ جب کوئی اس کے خلاف آواز اٹھاتا تھا تو اس کی بوری بند لاش ملتی تھی، لوگوں کو اغوا کرتا تھا، torture cell میں بند کرتا تھا، ڈرل مشین سے ان کے جسموں پر سوراخ کرتا تھا، اس نے پٹھانوں اور پنجابیوں کو torture کیا، یہ سب کچھ اس نے اس ونگ کے ذریعے کیا۔ مجھے ایسا ہی لگ رہا ہے کہ کہیں یہ نیب کے role کو ونگ کے طور پر تو استعمال نہیں کر رہے۔ آج کیوں اس ادارے سے لوگوں کا trust اٹھ چکا ہے، آج human rights violation کیوں ہو رہی ہے، لوگوں کو پکڑ کر mentally and physically torture کیا جاتا ہے اور وہ خود کشیوں پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ Accountability process across the board ہونا چاہیے، تمام Senators including Advisers to the Prime Minister, Chairman and Deputy Chairman

Senate سب چاہتے ہیں کہ سب کا احتساب ہو لیکن اس احتساب کے لیے کوئی طریقہ کار ہو، جسے مرضی ہے بلائیں اور اسے عدالت میں پیش کر کے ریمانڈ مانگے کہ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس نے کتنی کرپشن کی۔ جب آپ کے پاس ثبوت نہیں ہیں تو آپ نے کس base پر arrest کیا ہے۔

جناب چیئر مین! جن نیب کے officers نے لوگوں کو arrest کیا اور عدالت نے ان کی ضمانت دی تو ان officers کو سزا دینی چاہیے تاکہ پاکستان کے شہریوں کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔

جناب چیئر مین! وزیر اعظم صاحب جب اپوزیشن میں تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ چوہدری پنجاب کا سب سے بڑا ڈاکو ہے، یہ ان کا political vision تھا لیکن اب وہ بڑا ڈاکو کس کی گود میں بیٹھا ہوا ہے۔ کیا نیب کو اس کی کرپشن نہیں معلوم، اگر نہیں معلوم تو وزیر اعظم صاحب سے معلوم کرے اور اسے arrest کرے، پھر پاکستان کے لوگ اسے سیاسی انتقام نہیں کہیں گے۔

جناب چیئر مین! ہم نے تین سالوں میں آپ کی leadership اور Chairmanship میں یہ چیز دیکھی ہے کہ آپ اس ہاؤس کے لیے stand لیتے ہیں۔ میں request کروں گا کہ آپ ایسی ruling دیں کہ کسی کو کوئی شک شبہ نہ رہے اور اصل چور گرفتار ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ طاہر بزنجو صاحب۔

Senator Muhammad Tahir Bizinjo

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: جناب چیئر مین! کرپشن، نیب اور احتساب کے حوالے سے گفتگو کو آگے

بڑھاتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم احتساب کے بہت بڑے حامی رہے ہیں۔ البتہ ہمارا یہ مطالبہ

ضرور رہا ہے کہ سب کا احتساب ہونا چاہیے بشمول نج اور جنرل صاحبان بھی۔ اگر اراکین پارلیمنٹ، چیئر مین سینٹ، وزیراعظم اپنے اثاثوں کو declare کرتے ہیں، تفصیلات بتاتے ہیں تو پھر چیئر مین نیب، نج، جنرل صاحبان کو بھی تفصیلات بتانی چاہئیں۔ اس وقت حقیقت تو یہ ہے کہ احتساب کے نام پر حاکم وقت مخالفین کو جیلوں میں ڈال رہا ہے۔ اگر الزامات کی بنیاد پر آپ لوگوں کو جیلوں میں ڈالتے ہیں تو پھر چینی اور آٹا مافیا سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو بھی جیلوں میں ڈالیں، اپنے پیراوالے رفیق کو اور ان وزراء کو بھی جیل میں ڈالیں، جن پر الزامات ہیں۔ وزیراعظم مانیں یا نہ مانیں حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ملک میں بدترین قسم کی انتقامی کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ہمارے ڈپٹی چیئر مین نیب کی زیادتیوں اور بے انصافیوں سے محفوظ نہیں رہے۔ مجھے صد فیصد یقین ہے کہ اگر مانڈوی والا کا تعلق پیپلز پارٹی یا مشرف کی باقیات سے ہوتا تو وہ آج دوسروں کی طرح کوئی ترجمان یا وزیر ہوتے۔ جناب چیئر مین! تحریک استحقاق لانا ہر رکن پارلیمنٹ کا حق ہے، اگر ڈپٹی چیئر مین یہ motion لانا چاہتے ہیں تو حکومت کو خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کو کم از کم بخوبی یاد ہے کہ ہماری جماعت کے دو ممتاز رہنما یعنی اللہ بخشے، میر حاصل خان بزنخوا اور ڈاکٹر عبدالملک بلوچ کے خلاف نیب نے جھوٹ پر مبنی مقدمات قائم کئے۔ نیب نے یہ دعویٰ کیا کہ ان دونوں نے پنجاب کے دواضلع میں اربوں اور کھربوں کی جائیدادیں بنائی ہیں۔ نیب نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ ڈاکٹر عبدالملک بلوچ کی دوسری بیوی کے بچوں کے نام پر بھی جائیداد ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے ایک شادی کی ہے پھر بچے کہاں سے آگئے۔ ملک کا آئین ہو یا ہماری اسلامی یا قومی روایات ہم میں سے کسی کو بھی اجازت نہیں دیتا کہ

ہم اپنی خواہشات کے مطابق بزرگوں کی پگڑیاں اچھالیں یا ان کی کردار کشی کریں اور ان کا media trial کریں۔ ہمارے بہت ہی محترم ساتھی ولید صاحب تو بہت تعریفیں کر رہے تھے کہ آپ پگڑیاں اچھالنے کی کیوں بات کرتے ہیں تو I would repeat again کہ اس سے زیادہ بے انصافی اور کیا ہو سکتی ہے اور ہمارے وزراء تشریف رکھتے ہیں، برانہ مانیں۔ جناب والا! نیب نے جو الزام ڈاکٹر عبدالملک پر لگایا، اگر آپ میں سے کسی پر لگایا جائے تو آپ کے کیا جذبات ہوں گے۔

جناب! ہمارا یہ کہنا ہے کہ حکومت انتقامی کارروائیاں کرنے کی بجائے اپنی کارکردگی کو بہتر بنائیں، اس کمر توڑ منگائی اور طوفان بے روزگاری کو روکے اور اس قسم کے اقدامات اٹھائے جس کے نتیجے میں قومی اتحاد اور یک جہتی پیدا ہو۔ میں نے جیسے کہا کہ اس قسم کے اقدامات اٹھائیں جس سے قومی وحدت اور یک جہتی پیدا ہو۔ کیا گوادر شہر میں باڑ لگانے سے قومی اتحاد اور یک جہتی پیدا ہوگی یا آپ کے پورے بلوچستان میں بے چینی پیدا ہوگی۔ اسی طرح کیا بلوچستان اور سندھ کے جزائر پر قبضہ کرنے سے آپ قومی اتحاد کو بڑھائیں گے یا اس کے نتیجے میں سندھ اور بلوچستان کی مرکز کے ساتھ ایک بہت محاذ آرائی شروع ہوگی۔

جناب! میں آخر میں کہوں گا کہ کوئٹہ میں رونما ہونے والے دردناک واقعہ کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں جس کے نتیجے میں گیارہ مزدور مارے گئے، جیسا کہ بتایا گیا، ان سب کا تعلق ہزارہ برادری سے تھا۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ پتا نہیں یہ سازش ہے، یہ CPEC کے خلاف سازش ہے، یہ حکومتی اہلکار بتاتے ہیں۔ جناب! آپ کا 2014 CPEC میں سامنے آیا اور یہ ہزارہ برادری کا قتل عام

طویل عرصے سے چل رہا ہے۔ ہم آخر اس حقیقت کو کیوں نہیں مانتے کہ ہمارے ملک میں انتہا پسندی اور دہشت گردی جنرل ضیاء کی پیدا کردہ اور پرورش کردہ فصل ہے، اگر ہم اس سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنا mind settل کرنا ہوگا۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئر مین: آپ کا شکریہ۔ سینیٹر سسی پلیجو صاحبہ نہیں ہیں۔ سینیٹر روبینہ خالد

صاحبہ۔

Senator Robina Khalid

سینیٹر روبینہ خالد: جناب! اس پر کافی لوگوں نے بات کی اور میں بھی اس پر بات کرنا چاہ رہی

تھی کہ احتساب سے کسی کو انکار نہیں ہے، احتساب ضرور ہونا چاہیے، کسی بھی balanced معاشرے میں احتساب ہوتا ہے اور احتساب ہونا بھی چاہیے۔ یہاں پر جتنی بھی بات ہو رہی ہے، وہ طریقہ کار پر ہو رہی ہے جو احتساب کا موجودہ طریقہ کار ہے، وہ کم از کم کسی باعزت شخص کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ جب آپ case کریں، آپ کا case ہو اور آپ چیز کو prove کر لیں جب وہ بات ثابت ہو جاتی ہے تو بے شک وہ سزا ان کو ملنی چاہیے لیکن سزا یا case سے پہلے کا جو عمل ہے، وہ کسی صورت میں قابل قبول نہیں ہے۔ میں اس مرحلے سے گزری ہوں اور میں سمجھ سکتی ہوں کہ کیا تکلیف ہوتی ہے۔ اب اس کا فیصلہ جو بھی ہوگا، میری جو تکلیف تھی، مجھے جو پریشانی ہوئی اور میں جس کرب سے گزری ہوں، اس کے عوض کوئی مجھے repay نہیں کر سکتا، مجھے کسی طریقے سے compensate نہیں کر سکتا۔ یہاں پر کافی لوگ بیٹھے ہوں گے جن کو پتا ہے کہ میں جس خاندان سے تعلق رکھتی ہوں، ایک

پر اناسیاسی خاندان ہے اور میں اپنے خاندان کی پہلی خاتون ہوں جو سیاست میں آئی، اس کی بھی کافی ساری وجوہات ہیں، میں ان میں نہیں جاؤں گی۔

جناب! ہم نے ہمیشہ عزت کے لیے سیاست کی ہے اور لوگوں کی خدمت کے لیے سیاست کی ہے، اگر آپ ہمارے خاندان کی history دیکھیں تو میرے والد صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں اور میرا بھائی کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے، ہمارے بارے میں کوئی ایک روپے کی بات نہیں کر سکا۔ Unfortunately جس طرح سلیم صاحب نے کہا کہ ایک ایسی چیز جس کا دور دور سے تعلق نہیں بنتا، کسی طریقے سے نہیں بنتا۔ میرے شوہر رؤف خالد صاحب (مرحوم) تھے، وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، اس شخص نے اس ملک میں جتنی خدمت کی ہے، انہوں نے کشمیر cause کے لیے خدمت کی ہے، انہوں نے فن اور آرٹ کے لیے خدمت کی ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ وہ ایک بہت multi-dimensional and talented شخص تھے، ایسے شخص کی مذب معاشروں میں بہت قدر ہوتی ہے، ان کے جانے کے بعد ان کے نام پر لوگ یادگاریں تعمیر کرتے ہیں لیکن، ہمارے یادگار کیا تعمیر ہوتی ہے، یہاں پر تو پوری چیز کو questionable بنا دیا گیا، ایک ایسے شخص کو بنا دیا گیا جو 2011 میں ایک accident کی وجہ سے اس دنیا سے چلا گیا، خیر وہ ایک اللہ تعالیٰ کی رضا تھی اور اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی ہونا چاہیے کیونکہ وہ ہمارے حالات بہتر جانتا ہے۔

جناب! مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے، جناب ڈپٹی چیئر مین صاحب نے بالکل صحیح کہا کہ جان بوجھ کر T.V پر خبریں چلوائی جاتی ہیں۔ مقدمہ تو بعد کی بات ہے اس سے پہلے جو social cost

دینی پڑتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو بھی بچائے۔ مجھے اپنے بچوں کو بٹھا کر بتانا پڑا کہ تمہارے والد صاحب نے یہ contract لیا تھا، ایسی کوئی بات نہیں ہے، جو کچھ خبروں میں آ رہا ہے وہ سب غلط ہے۔ آپ سوچیں کہ میں کس تکلیف سے گزری ہوں گی جب میں نے یہ سب کچھ برداشت کیا۔ رہتے سہتے جو میرا نام، میرا خاندان، ہماری اس ملک کے لیے سیاسی خدمت، اس کا ہمیں end میں آ کر یہ انعام ملا کہ دن رات ٹیلی وژن پر یہ چلایا گیا کہ سینیٹر روبینہ خالد تھیں اور یہ تھا اور وہ تھا۔ یہ سب چیزیں کہنا میرے لیے بہت تکلیف دہ ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کیونکہ آپ سے تو میں نے یہ تمام باتیں کبھی کبھی کی ہیں۔ پاکستان وہ واحد ملک ہے اور یہاں Accountability Courts میں onus of the proof is on the accused یہ کیا ہے کہ آپ الزام تو لگادیں اور پھر میری ڈیوٹی لگادیں کہ مجھے ہی proof کرنا ہے یہ غلط الزام ہے۔ آپ کا کام ہوتا ہے جو بھی legally اس بات کو سمجھیں کہ اگر آپ کسی کو accuse کرتے ہیں تو آپ proof کے ساتھ accuse کرتے ہیں۔ آپ documentation کے ساتھ اسے prove کرتے ہیں اور مقدمہ بناتے ہیں اور جب تک آپ کا مقدمہ بن نہیں جاتا، Attorney General سے OK نہیں کر دیتا کہ یہ case بنتا ہے یا نہیں بنتا، تب تک آپ اسے سامنے نہیں لے کر آتے ہیں لیکن یہاں تو الٹی گنگا بہ رہی ہے، جس کا جودل چاہتا ہے وہ کرتا ہے لیکن یہ سلسلہ زیادہ دیر تک نہیں چلے گا جناب چیئر مین۔ چلیں ہم نے تو جیسے تیسے گزار لیا اور گزار رہے ہیں لیکن خاص طور پر جو سرکاری ملازم ہیں میں ان کے حق میں یہ بات کرنا چاہوں گی کہ وہ social cost pay نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم تو چلیں کہتے ہیں کہ سیاست کی وجہ سے

تھوڑے hardened ہو جاتے ہیں اور ہماری قوت برداشت تھوڑی زیادہ ہو جاتی ہے لیکن ایک عام آدمی اور خاص طور پر ایک businessman کی برداشت سے تو بالکل باہر ہو جاتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں سب سے بڑی چیز جو پیسوں اور جائیداد سے بڑھ کر ہے وہ ہے آپ کی عزت۔ عزت کمانے میں آپ کو سالوں، صدیاں اور دہائیاں لگتی ہیں اور آپ کی صرف ایک چھوٹی سی بیٹی جو ٹیلی وژن پر آپ چلا دیتے ہیں اور پھر وہ صفائیاں پیش کرتا رہے اور لوگوں کو بتاتا رہے۔ میں آپ کے توسط سے کہتی ہوں کہ ہمیں اس پر کچھ اور وقت بھی گفتگو کرنی چاہیے۔ میرے جتنے ساتھی بات نہیں کر سکے انہیں بھی بات کرنی چاہیے کیونکہ یہ بہت تکلیف دہ عمل ہے۔ میں نے آپ سے کہا کہ میری دعا ہے کہ میرا جو سب سے بڑا دشمن ہے اسے بھی اللہ تعالیٰ اس عذاب سے محفوظ رکھے۔ ہم نے تو گزار لی لیکن آئندہ اگر اس میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ احتساب کا عمل بند کر دیں، احتساب کا عمل ضرور ہو، ہونا چاہیے لیکن اس کے طریقہ کار پر ہمیں بیٹھ کر بحث کرنی چاہیے۔ اسے ہم کیسے بہتر بنا سکتے ہیں، اس طرح جو اس میں تذلیل کا پہلو ہے اسے دیکھنا ہوگا۔ خاص طور پر دیکھیں کہ ہمارے معاشرے میں یہ بگاڑ آ گیا ہے کہ ہم نے ہر چیز میں دوسرے کی تذلیل کرنی ہے۔ جو debate اور دلیل کی بات ہوتی تھی وہ تو کہیں نہیں رہی ہے۔ ہم میں سب سے بڑا بہادر اور کارنامہ وہ کرتا ہے جو لوگوں کی تذلیل کرتا ہے اور اسے سب سے زیادہ appreciate کیا جاتا ہے۔ مہربانی کر کے معاشرے میں جو بگاڑ ہے اور ہم نئی نسل کو جس طرف لے کر جا رہے ہیں یہ ہم سب کے کاندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ آنے والی نسلوں کی تربیت ہم سب کا کام ہے۔ ہم نے تو اپنا وقت گزار لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کس کی

کتنی زندگی ہے لیکن آنے والی نسلوں کو جو ہم نفرت کا زہر پلا رہے ہیں اور یہ بات سکھارہے ہیں کہ آپ تزلزل کریں جو بہت اچھی بات ہوتی ہے۔ اس چیز پر ہمیں کام کرنا چاہیے۔ اپنی آنے والی نسلوں کو اس زہر، نفرت اور اس culture سے ہمیں نکالنا ہے۔ صرف اور صرف اگلے کی پگڑی اچھا کر آپ اپنے نمبر بناتے ہیں وہ جو بھی ہو تو اس کی discouragement ہونی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ سینیٹر فیصل جاوید صاحب۔

Senator Faisal Javed

I will be very quick, سینیٹر فیصل جاوید: بہت بہت شکریہ، جناب چیئر مین! یہاں victimization کی بات کی گئی۔ ہمیں یہاں پر دیکھنا ہے کہ جس دن پاکستان تحریک انصاف کی حکومت آئی، وزیراعظم عمران خان صاحب جب اپنا پہلا خطاب اسمبلی سے کر رہے تھے، اپوزیشن نے اسی وقت شور شرابہ مچانا شروع کر دیا، صرف اس لیے کہ وزیراعظم صاحب نے یہ بات کی تھی کہ وہ NRO نہیں دیں گے۔ وہاں سے یہ شروع ہوئے، انہوں نے شور شرابہ مچایا۔ اس کے بعد کشمیر پر joint session جب بلا یا، وہاں انہوں نے اسے exploit کرنے کی کوشش کی، اس کے بعد یہ دھرنے دینے کے لیے کنٹینر لے کر اسلام آباد آئے۔ اس وقت Kashmir cause شہ سرخیوں میں تھا اور internationalize ہو چکا تھا، انہوں نے اسے پیچھے کر دیا اور اپنے دھرنے کو آگے کر دیا۔ اس کے بعد FATF پر جب ہم ان سے مذاکرات کرنے لگے وہاں پر ایک مرتبہ پھر انہوں نے وزیراعظم عمران خان صاحب کو blackmail کرنے کی کوشش کی کہ ہم آپ کو FATF پر تب ووٹ کریں گے جب آپ ہمیں NRO دے دیں گے اور یہ NAB Ordinance میں

proposed amendments لے کر آگئے کہ NAB کو تبدیل کر دیا جائے۔ 38 میں سے 34 ترامیم انہوں نے تجویز کر دیں۔ اس کا مقصد کیا تھا، اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ ان کے جو ذاتی مقدمات ہیں ان سے انہیں relief ملے اور اس کے beneficiaries جو تھے، یہ پاکستان پیپلز پارٹی اور PML(N) نے تحریری طور پر عمران خان صاحب کو دیا ہے کہ آپ ہمارے ساتھ مفاہمت کریں، مصالحتی آرڈیننس ہمارے ساتھ sign کریں۔ اس کی لمبی تفصیل ہے لیکن جو اس کے چند چیدہ چیدہ نکات ہیں وہ اس ایوان کے سامنے رکھوں گا۔ پہلے ہم اس کے جو overall beneficiaries ہیں انہیں دیکھ لیتے ہیں۔ اس میں نواز شریف، شہباز شریف، آصف زرداری، یوسف رضا گیلانی، مریم نواز، خواجہ آصف، خاقان عباسی، خورشید شاہ، رانا ثناء اللہ، جاوید لطیف، احسن اقبال اور دیگر شامل ہیں۔ اس کے تین جو بنیادی نکات ہیں، ویسے تو 34 ہیں اور ہر شق اور ترمیم کے پیچھے ان کے ایک یا ایک سے زیادہ بندوں کو relief ملتا ہے۔

پہلے نمبر پر یہ کہتے ہیں کہ 1999 سے پہلے کے تمام مقدمات ختم کر دیں۔ اس میں بڑے بڑے cases ہیں جس میں چوہدری شوگر مل، العربیہ، سرے محل، ایون فیلڈ اپارٹمنٹس وغیرہ، یعنی کہ وہ تمام مقدمات ختم کر دیئے جائیں۔

دوسرا یہ کہ 99 کروڑ، 99 لاکھ، 99 ہزار اور 999 روپے تک کی کرپشن جائز قرار کی

جائے۔

تیسرا یہ کہ نیب public office holder کے حساب سے money laundering کو نہ دیکھے کہ public office holder جتنی چاہے money laundering کرے، نیب اسے check نہیں کر سکتا۔ اس میں باقی بھی تفصیلات ہیں لیکن اس کے چیدہ چیدہ نکات یہ ہیں۔ اب عمران خان صاحب نے ان کو کہا کہ باقی تو ٹھیک ہے کچھ public interest کی چیزیں ہیں، قانون سازی ہے، election reforms ہیں باقی چیزیں ہیں اس پر تو ہم آپ کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ مت لایا کریں۔ ہمیشہ اپنی ذاتی کرپشن، ذاتی چوری اور جو مقدمات ہیں ان سے چھٹکارے کی یہ بات کرتے ہیں۔ اگر آج بھی وزیراعظم عمران خان انہیں یہ دے دیں تو ان کی ساری PDM جو کہ ٹھس پروگرام ہے یہ سارا ختم ہو جائے گا۔ ان کے استعفیے لطیف بن گئے ہیں اور انہوں نے اپنا سارا وقت اپنی کرپشن کے پیچھے لگایا ہے۔ اب لوگوں کو پتا ہے اور وہ کسی کی کرپشن بچانے کے لیے سڑکوں پر نہیں نکلتے۔ انہوں نے کہا کہ لاہور فیصلہ کرے گا تو لاہور نے تو فیصلہ کر دیا۔ لاہور نے آپ کو reject کر دیا۔ پھر یہ استعفیوں والی بات سے اپنے ہی لوگوں کو دھمکانے لگے۔ انہوں نے بھی کہا کہ ہم استعفیے نہیں دیں گے کیونکہ آپ کی کرپشن بچانے کے لیے ہم کیوں استعفیے دیں۔ ہم نے جن نشستوں پر الیکشن لڑا ہے اور کروڑوں روپے لگائے ہیں، ہم کیوں استعفیے دیں تو انہیں سمجھ آنی چاہیے کہ نہ تو عوام ان کی کرپشن بچانے کے لیے نکلی، نہ ان کے اپنے لوگوں نے ان کی کرپشن بچانے کے لیے استعفیے دیئے۔ NRO کے علاوہ تو بات ہو سکتی ہے لیکن عمران خان صاحب کبھی بھی انہیں "NRO" نہیں دیں گے۔

جناب چیئر مین! اب جب ان کا یہ پورا ڈرامہ استغفوں والا بھی فلاپ ہو گیا ہے تو یہ اپنی بات سے پیچھے ہٹ گئے ہیں، اب مارچ کی باتیں کر رہے ہیں، جو مرضی کریں، ”جی آیاں نوں“ سو بسم اللہ، مارچ کریں، پہلے بھی آپ نے کیا تھا، کنٹینرز پر سلفیاں لے کر واپس چلے گئے تھے۔ Victimization ہے کیا؟ Political victimization یہ ہے جو عمران خان کے ساتھ انہوں نے کیا جب وہ اپوزیشن میں تھے۔ پاناما پیپرز کا ایک بین الاقوامی انکشاف ہوتا ہے، وہ جائیدادیں جنہیں یہ ماننے سے انکار کرتے رہے اور مریم بی بی کستی رہیں کہ میرے خاندان کی لندن تو کیا پاکستان میں بھی کوئی جائیداد نہیں ہے اور جب پاناما پیپرز میں وہ چیزیں نکل آئیں۔ عمران خان صاحب نے اس پر آواز اٹھائی، انہوں نے عمران خان صاحب کو political victimization کا نشانہ بنا دیا اور انہیں عدالت لے کر چلے گئے۔ اب عمران خان نہ ملک سے بھاگے، نہ ہی عدالت پر حملہ کیا۔ ایک سال مقدمہ چلتا رہا، عمران خان صاحب نے جواب دیے جس طرح آج سوال پوچھے جاتے ہیں، آپ نے technical سوالوں کے جواب دیئے ہیں۔ عمران خان صاحب نے چالیس سال پرانا ریکارڈ دیا، اس حلال کی کمائی کا جو باہر کی تھی اور ایک ایک پیسا banking channels کے ذریعے پاکستان لے کر آئے۔ عمران خان صاحب نے ساٹھ سے زیادہ دستاویزات دیے اور وہ کوئی public office hold نہیں کرتے تھے، پھر بھی انہوں نے ایک ایک پائی کا حساب دیا اور عدالت سے سر خر و نکلے۔

ان پر جو کیس تھا، جو مریم بی بی کستی ہیں کہ میری لندن تو کیا پاکستان میں بھی جائیداد نہیں ہے، وہ اصل مالکن نکل آئیں ان flats کی، دنیا کی سب سے مہنگی جگہ لندن ہے جبکہ لندن کی سب سے

منگنی جگہ مے فیئر ہے، مریم بی بی ان flats کی اصل مالک یعنی beneficiary owner نکل آئیں۔ مقدمہ چلتا رہا، انہوں نے کوئی ایک document بھی نہیں دیا کہ وہ لندن فیٹس ہمارے ہیں تو کیسے، ایک document نہیں دیا۔ دو چیزیں دیں، ایک قطری خط جو جعلی تھا جبکہ دوسری trust deed دی جو کہ bogus نکل آئی۔ کسے کا مطلب یہ ہے کہ political victimization کو define کر لیں کہ وہ ہوتی کیا ہے۔ ہمارے اپنے لوگوں پر جب کوئی بات آئی تو انہوں نے وزارتیں چھوڑیں اور جا کر جواب دیے۔ وہ اداروں پر حملہ آور نہیں ہوئے۔ اس میں ہمارے وزیر شامل ہیں، انہوں نے اپنی وزارتیں چھوڑیں، impartial ہوئے اور جا کر اپنی اپنی چیزوں کے جواب دیے۔

جناب چیئرمین! سیاسی انتقام کی definition ہونی چاہیے۔ بہت سے امور پر پہلے دن سے حکومت اور پرائم منسٹر عمران خان صاحب پہلے دن سے dialogue کے لیے تیار ہیں لیکن وہ dialogue جو public interest کی چیزوں سے متعلق ہو۔ یہ جو person specific قانون سازی کروانا چاہتے ہیں، اس پر مذاکرات قطعاً نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ ایک بند گلی میں پھنس چکے ہیں۔ ان کی ساری چیزیں flop ہو چکی ہیں اور اس بند گلی یعنی dead end street سے نکلنے کا صرف ایک راستہ ہے اور وہ constructive opposition یعنی تعمیری اپوزیشن ہے۔ جہاں کہیں حکومت public interest کے خلاف جا رہی ہے تو حکومت کی تصحیح کریں اور جہاں حکومت ٹھیک جا رہی ہے، اس کا ساتھ دیں۔ یہ constructive opposition ہے۔ دنیا میں کہیں ایسا نہیں ہوتا کہ ذاتی cases پر توجہ دی جائے۔ یہ سارے جو cases ہیں، یہ عمران خان نے نہیں

بنائے۔ یہ سارے cases انہی کے احوال میں بنے ہوئے ہیں۔ ماضی میں کیا ہوتا رہا ہے؟ یہ کہتے ہیں کہ ہم حکومت کو NRO نہیں دیں گے۔ حکومت NRO دے سکتی ہے، لے نہیں سکتی۔ ان کو زیادہ پتا ہوگا کیونکہ انہوں نے ماضی میں حکومتوں سے NRO لیے ہوئے ہیں۔ جنرل مشرف کی جب حکومت تھی، ان دونوں جماعتوں نے ان سے NRO لیا تھا اور جب ان کی حکومتیں تھیں، ایک دوسرے کے ساتھ یہ NRO کرتے رہے۔ لہذا، ہمیشہ جو پارٹی حکومت میں ہوتی ہے یا جس کی حکومت ہوتی ہے، وہی NRO دے سکتی ہے، وہ NRO لیتی نہیں ہے۔ اس چیز کا اندازہ سب سے زیادہ ان کو ہے کیونکہ انہیں NRO لینے کی عادت ہے۔ انہوں نے بہت زیادہ NRO حکومتوں سے لیے ہوئے ہیں۔

میں اپنی بات کو wind up کر رہا ہوں۔ اصل میں اس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ کرپشن ہے۔ ابھی سینیٹر ولید اقبال صاحب اپنی تقریر میں ذکر کر رہے تھے، انہوں نے قائد اعظم کی بات کی، اس وقت 1947 میں انہوں نے کہا پوری دنیا میں کرپشن ایک مسئلہ بن رہا ہے لیکن برصغیر میں زیادہ کرپشن ہے۔ آج ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ کرپشن ہے۔ عمران خان صاحب نے آج سے چوبیس سال پہلے جب اپنی پارٹی شروع کی، وہ اسی لیے شروع کی کہ کرپشن اور منی لانڈرنگ کا خاتمہ کیا جاسکے۔ اب بہت سے parliamentarians ہیں جو کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) میں ہیں، پیپلز پارٹی میں ہیں، دیگر جماعتوں میں ہیں جن پر کرپشن کا کوئی allegation نہیں ہے اور وہ neat and clean لوگ ہیں۔ وہ خود اس وقت پریشان ہیں کہ چند لوگوں کو، top کے پانچ چھ یا آٹھ دس لوگ ہیں

جن پر بڑے بڑے کرپشن کیسز ہیں، ان کو ہم بچانے کے لیے کیوں ایسا کر رہے ہیں، اس لیے within PDM بھی ٹوٹ پھوٹ نظر آرہی ہے اور within parties بھی۔

ہم سب کو، پوری قوم کو کرپشن کے خلاف کھڑے ہونا ہے کیونکہ کرپشن ملکوں کو برباد کر دیتی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ:

بھوک پھرتی ہے میرے ملک میں ننگے پاؤں
رزق ظالم کی تجوری میں چھپا بیٹھا ہے

جب ہم ایک قوم، پوری قوم اکٹھی نہیں ہوگی، یہ ایوان وہ جگہ ہے جہاں ہم عوام کے لیے آتے ہیں، اپنی ذاتی کرپشن کیسز کو تحفظ دینے کے لیے نہیں آتے، ہم یہاں پر public interest کی legislation کے لیے آتے ہیں اور ہمیں وہی کرنا چاہیے ورنہ افتخار عارف نے کہا کہ:

غریب شہر تو فاتوں سے مر گیا عارف
امیر شہر نے ہیرے سے خود کشی کر لی

ہم اس نظام میں کہیں اتنی بڑی تقسیم تو نہیں لارہے اور تقسیم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی کئی جگہوں پر ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ ہمیں ان چیزوں سے سیکھنا ہوگا اور اپنے ملک کے لیے سب کو public interest پر اکٹھے ہونا ہوگا۔ جاتے جاتے ایک بات کہوں گا، چاہے یہ الٹی قلابازیاں بھی کھالیں، چاہے یہ کچھ بھی کر لیں، عمران خان ان کو NRO نہیں دیں گے، نہیں دیں گے اور نہیں دیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینئر عبدالرحمن ملک صاحب۔

Senator Abdul Rehman Malik

سینیٹر عبدالرحمن ملک: جناب چیئرمین! شکریہ۔ With a very heavy heart, I am going to talk few things, some historic and some present. مجھے خوشی ہے کہ میرے بڑے ہی محترم دوست اور میں نے انہیں ہمیشہ بڑا بھائی سمجھا ہے، لیڈر آف دی اپوزیشن، جو میں بولوں گا شاید انہیں بھی کچھ چیزیں یاد آجائیں کیونکہ ان کا بہت long experience ہے اور two living examples میں اور بیرسٹر شہزاد بیٹھے ہیں جنہوں نے accountability کو deal کیا ہے۔ میں accountability کی اس آنکھ چمولی کو پچاس سالوں سے دیکھ رہا ہوں، کبھی ادھر ہوتا ہوں، کبھی ادھر ہوتا ہوں۔ قانون بنایا بھی، قانون چلایا بھی اور قانون کا victim بھی بنا۔ یہ ایک history ہے، میں خود سے نہیں کہہ رہا۔ Now, coming back to what is accountability, there is a very thin line between accountability and victimization. چلا کیونکہ اسلام اور even اسلام سے پہلے بھی سزا اور جزا ہے۔ کسی بھی ملک یا سوسائٹی کو چلانے کے لیے governance بہت ضروری ہے اور اس governance کو قائم رکھنے کے لیے rule of law بہت اہم ہے۔ قانون بنانے کے لیے پہلے ایک اجتماع ہوتا تھا، بہت سے لوگ اکٹھے ہوتے تھے اور فیصلہ کرتے تھے کہ یہ غلط ہے اور یہ ٹھیک ہے۔ لہذا، لوگ بات سن لیتے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ parliaments آگئیں جیسے ہم ہیں۔ میں جو بات کرنے لگا ہوں mind نہ کیجیے گا، ایسے لگتا ہے کسی عدالت میں بیٹھے ہوئے ہیں، جج صاحب تشریف فرما ہیں، فرق یہ ہے کہ میں نے کالا گاؤں نہیں

پہنا، میں اپنی advocacy کر رہا ہوں، وہ اپنی advocacy کر رہے ہیں اور advocacy کرتے کرتے شام چھ بج جائیں گے، اگلے دن اجلاس چلے گا اور motion talk out ہو جائے گا۔ We don't want the motion to be talked out. What we want is some solution. سمجھیں اور یہ نہ کہیں کہ یہ جو ہمارا اتنا خوبصورت ہال ہے، وہ ایک ٹی۔ وی چینل کا ایک anchor room بن گیا ہے۔ ہم ایک دوسرے کو گالیاں دیں، ہم ایک دوسرے پر برسیں اور جب حکومت کے لوگ صبح آئیں تو انہیں instruction ہو کہ چار وزیروں نے یہ باتیں کرنی ہیں۔ اپوزیشن والوں کو کہا جائے کہ تم نے یہ باتیں کرنی ہیں تو کیا ہوا؟ لڑائی، جھگڑا اور فساد۔ اس کا کوئی result نہیں نکلتا۔ کیا ہم نے یہ سوچا کہ اس وقت ملک کو کس چیز کی ضرورت ہے؟ ملک کو rule of law کی ضرورت ہے اور وہ کس سے آتا ہے؟ وہ legislation سے آتا ہے۔ ہم نے کتنا وقت ضائع کیا؟ کیا ہم بیٹھ کر یہ نہیں سوچ سکتے کہ یہ توہر کوئی کہتا ہے، میں بھی کہتا ہوں، ہمارے سب ساتھی کہتے ہیں there should be rule of law, there should be accountability but the accountability should not be looking like victimization. ہم ریاستِ مدینہ کی بات کرتے ہیں، میں بھی کرتا ہوں، یہ بھی کرتے ہیں، ہمارا ایمان ہے لیکن کیا ریاستِ مدینہ میں کام کرنے والے ہم لوگ جس میں میں بھی شامل ہوں، کیا ہم اس honesty سے کام کرتے ہیں جس honesty سے ہمیں کام کرنا چاہیے۔ نہیں۔ جناب والا! بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن سے میں نے خود بھی experience کیا ہے، مجھے پتا ہے کہ حکومت کیسے چلتی ہے؟ Accountability کیسے کی جاتی ہے؟ فیصل جاوید

صاحب نے ابھی ذکر کیا، میں ان کی عدالت میں چار مرتبہ حاضر ہوا جیسے آج آپ کی عدالت میں ہوں، مجھے عدالت میں اس لیے جانا پڑا کہ آصف علی زرداری صاحب کے خلاف دو ٹی وی چینلز نے جھوٹے الزامات لگا کر بہت غلط propaganda کیا، PML (N) کے لوگوں کے خلاف غلط propaganda کیا، میں ان کی عدالت میں حاضر ہوا، میں نے کہا کہ یہ باتیں ہیں، یہ میرے پاس proofs ہیں، یہ غلط باتیں ہوئی ہیں۔ اگر آپ accountability کرتے ہیں، کریں but don't do the media trial. Who gives the material for the media trial that is very important. as an investigator سمجھتا ہوں، بیرسٹر صاحب، شہزاد صاحب سمجھتے ہیں کہ جب کوئی file investigate ہوتی ہے، وہ بڑی secret چیز اس طرح investigator نے رکھی ہوتی ہے اور وہ ensure کرتا ہے کہ کہیں اس کی بھنک کسی کو نہ پڑ جائے کیونکہ اگر کچھ چیزیں leak ہوں تو اس کی investigation compromise ہو جائے گی۔

جناب والا! میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ accountability کرتے ہیں اور اسے secret رکھ کر لیں اور جب آپ اپنا investigative role پورا کر کے challan عدالت میں دے دیں، let the trial take place اگر ایک آدمی convict ہو جاتا ہے، let him become an example for the world, for the country, for the people who really want accountability. سوال یہ ہے کہ کیا ہم accountability چاہتے ہیں یا ہم نمائش چاہتے ہیں؟ یہاں ایک طرح

سے political victimization کا ماحول create کر کے بتانا چاہتے ہیں کہ ہم یہ کر رہے ہیں تاکہ عوام سمجھے کہ ہم نے لوگوں کو پھنسا لیا ہے، no صرف یہ نہیں، جب ایوب خان کا EBDO شروع ہوا، اس کا ایک impression آیا ہوا ہے، وہ میرے ذہن میں بھی ہے، ہمارے seniors کے ذہن میں بھی ہے۔ اس کے بعد ضیاء الحق صاحب آگئے، انہوں نے ساری accountability scrap کی، انہوں نے کہا یہ نیا rule ہو گا اور banks سے لے کر ہر چیز کو اس میں ڈال دیا، لوگ پھر ڈر گئے، ایک ڈر آگیا، ہوا کچھ نہیں، conviction کوئی نہیں ہوئی، ڈر ضرور رہا۔ اس کے بعد جنرل مشرف صاحب آگئے، انہوں نے accountability کا ایک قانون بنایا، احتساب بیورو بنایا۔ انہوں نے بھی وہی راستہ اختیار کیا جو ایوب خان نے اختیار کیا۔ کاش ایوب خان سے پہلے جب سکندر مرزا کو ہٹایا گیا تھا، اس وقت کی bureaucracy اگر کھڑی ہو جاتی اور سہروردی کو وزیراعظم بنا دیتی جو ان کا حق تھا تو شاید ہم اس راستے سے نہ آتے آج ہم جس راستے میں ہیں۔ آپ پاکستان کی تاریخ دیکھ لیں، وہ ایک ایسی چیز بن گئی کہ accountability کی بجائے وہ صحیح طریقے سے استعمال ہوتی، we used the accountability stick for governance, for governing the people not creating the governance.

کہتے ہیں کہ if you really want to bring the governance تو آپ کو پھر تین چیزیں کرنی ہوں گی، triangular accountability ابھی ولید صاحب نے بڑے اچھے اشارے بھی دیے اور کچھ چیزیں بتائیں۔ and this is a learning process. وہ کہتے ہیں

then you will attain when triangular accountability کہ وہ the results کی ہو اور وہ triangular accountability کی ہو Bureaucracy, judiciary, political people unless you do؟ گی؟
 these three simultaneously, اگر ایک ہی وقت میں نہیں ہوگی تو آپ اس کا result نہیں لے سکتے کیونکہ اگر آپ نے کچھ کیا ہے اور آپ کے تعلقات کہیں ہیں، میں چیئرمین صاحب کو جانتا ہوں، چیئرمین صاحب مجھے relief دے دیں گے، you understand، کسی کی contempt نہیں کرنا چاہتا۔ but this is the situation. ہم اپنے ملک میں اس وقت تک accountability کو accountability نہیں کہہ سکتے جب تک یہ triangular accountability نہیں ہوگی۔

جناب والا! فیصل جاوید صاحب چلے گئے ہیں، میں آج ان کی عدالت میں حاضر ہوا تھا، میں نے بتانا تھا، جناب والا! اگر دو منٹ کے لیے انہیں بلا لیں تو I will be grateful یہ بڑی important چیز ہے۔ مجھے فیصل جاوید صاحب نے کہا کہ ہم اس پر قانون لائیں گے اور یہ ensure کریں گے کہ کوئی بھی case ہوگا، اس میں media trial نہیں ہوگا۔ میں ان کا شکر گزار ہوں کہ اس TV Channel کا مالک یا جو بھی Chief Executive تھا، اس نے اگر معافی مانگی۔ اچھا کیا کیونکہ میری بھی اتنی عزت ہے، آپ کی بھی اتنی ہے، میرے سارے دوست جو بیٹھے

ہوئے ہیں ان کی بھی اتنی ہی عزت ہے، میں تقریباً سب کو ذاتی طور پر جانتا ہوں، سب کو یہ پتا ہے کہ کون کیا ہے اور کون کیا کرتا ہے کہ اس وقت ہمیں اشد ضرورت ہے۔

جناب چیئر مین: جی ملک صاحب۔

سینیٹر اے رحمن ملک: جناب والا! میں آپ کو کچھ چیزیں بتا رہا ہوں، میں نے کل بھی انتظار

کیا تھا۔

جناب چیئر مین: وقت بھی ہو گیا ہے اور اذان بھی ہونے والی ہے۔

سینیٹر اے رحمن ملک: جناب والا! میں نے کل انتظار کیا تو آپ نے کہا کہ ملک صاحب کل

موقع ملے گا۔ آج بھی کافی دیر سے بیٹھا ہوں اور مجھے موقع مل گیا ہے تو مجھے پانچ، سات منٹ grace

period دے دیں، جیسے تھوڑے سے grace marks مل جاتے ہیں تو مجھے بھی تھوڑے سے

دے دیں۔

جناب چیئر مین: آپ کو already two minutes grace marks بھی مل

چکے ہیں۔

سینیٹر اے رحمن ملک: جناب والا! اگر آپ نے نہیں دیے تو میں بیٹھ جاؤں گا، I will

take your orders. ابھی فیصل جاوید صاحب نے کہا کہ NRO لیا، جناب والا! میں

guarantee کے ساتھ کہتا ہوں، کوئی ثابت کر دے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے NRO لیا تھا، میں

سیاست چھوڑ کر چلا جاؤں گا اور ان کے گھر نوکری کروں گا، if somebody proves it, it

is all ¹[XXX], it is a propaganda against Pakistan Peoples' Party, اس وقت نہ PML (N) تھی اور نہ پاکستان پیپلز پارٹی تھی جنہوں نے NRO لیا، کسی اور نے لیا تھا۔ اگر کہیں گے تو میں اس کا پورا process in camera بتا دوں گا۔ جب میں بات کر رہا ہوں تو میرے خیال میں بیرسٹر شہزاد صاحب تھوڑے مسکرا رہے ہوں گے کہ وہ کیسے بنا، وہ fax کیسے گئی، میں نے on behalf of محترمہ بے نظیر بھٹو اس fax پر 'No' کر کے کیسے واپس کی، یہ ساری historical چیزیں ہیں جو میں بتا رہا ہوں۔ آج بتانے کے بعد پاکستانی عوام کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جو propaganda پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف ہو رہا ہے کہ ہم نے NRO لیا،

this is absolutely nonsense and I can challenge it and even somebody wants to drag me into the Supreme Court of Pakistan, I will prove this.

جناب والا! اگلی بات NRO کی آئی، میں ہاتھ جوڑ کر عرض کروں گا کہ NRO کا مطلب

ہے، National Reconciliation Ordinance یہ سب سے پہلے South

Africa میں آیا اور نیلسن مینڈیلا نے کہا کہ ہماری لڑائی کالوں کے ساتھ بھی ہے، انگریزوں کے ساتھ

بھی ہے۔ let's get together and to become a nation. اس وقت ان کی

NPC نے فیصلہ کیا کہ ہم reconciliation کا ایک programme بناتے ہیں، آئیں مل بیٹھ

کر آگے چلیں،۔ this is the idea which was drawn from there. جو

¹ "Words expunged as ordered by Mr. Chairman."

NRO کی بات کرتے ہیں وہ اس وقت کی کابینہ سے initiate ہوا تھا جس کو شوکت عزیز صاحب head کر رہے تھے اور پھر وہ جنرل مشرف کو put up ہوا۔ اس پر کس کس نے addition کی، اگر کبھی کہیں گے تو میں in camera بتا دوں گا، میں بہت سارے لفڑے نہیں لینا چاہتا، Pakistan already بڑے crisis سے گزر رہا ہے۔ لہذا پاکستان میں NRO ایک icon بن گیا ہے، ایک symbolic چیز بن گئی ہے، اسے استعمال نہ کریں تو بہت اچھا ہوگا۔

جناب والا! دوسری چیز I protest that anything coming from the members as amendment، میرے معزز قائد حزب اختلاف بھی دے سکتے ہیں، یہاں سے میری کوئی بہن بھی دے سکتی ہے، that should not be treated as NRO، یہ اس کا right ہے، یہ اس کا privilege ہے کہ وہ amendment دے سکے۔ اگر ایسی بات ہے تو privilege motion لائیں whoever spoke on it because this is not fair amendment کوئی لا تا ہے تو کل کوئی اسے کہے کہ تم NRO لے کر آئے ہو۔ OK fine, if something is being brought as an amendment that is my right, that is right of any member. automatically ہوگا تو ختم ہو جائے گا، the majority will reject it but that should not be

court کی trial کی طرف نہیں لے کر جاتی ہیں۔ جناب والا! یہ ایک ایسی چیز ہے جو ہمیں آنے والے وقت میں بہت خراب کرے گی۔ ہمیں جن معاملات پر بات کرنی چاہیے تھی، ہم ان پر بات نہیں کر رہے ہیں۔ ہمارے 13 شیعہ لوگ شہید ہو گئے ہیں اور اس وقت جو proxy war and hybrid war ہندوستان نے شروع کی ہے اور جس انداز سے وہ لے کر چل رہے ہیں یہ پورے پاکستان میں پھیلے گی۔ Sir, DAISH is in your country now, let us confess it. کبوتر کی طرح ہمیں آنکھ بند نہیں کرنی چاہیے The same DAISH is being trained in India. وہاں سے لوگ بھجے جا رہے ہیں۔ ان کا اگلا نشانہ چین بھی ہے، CPEC بھی ہے۔ لہذا ہمیں اس طرف بھی کچھ سوچنا چاہیے۔

جناب! ان مسائل کا حل اس وقت ان obsolete laws کو اور وہ laws جو ambiguity create کرتے ہیں، جو miss-communication پیدا کرتے ہیں ہم میں اور آپ میں۔۔۔ جاوید صاحب! آپ کی absence میں، میں نے NRO کو بہت اچھے طریقے سے explain کیا ہے، آپ ذرا اس کی ویڈیو نکال کر دیکھ لیں۔ آپ سے ایک گزارش ہوگی کہ let us stop blaming each other, let us stop saying this کہ آپ NRO مانگ رہے ہیں، میں NRO مانگ رہا ہوں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ ہم NRO مانگ رہے ہیں which means that you are controlling NAB, which is not on the law, which is not on the system. ہم تو ہم

politically کہیں گے۔ پھر جناب چیئر مین! ہم کیوں نہ یہ کریں کہ ہم قانون کی طرف بڑھیں جہاں
rule of law and the پر ہم سمجھتے ہیں کہ قانون میں خامیاں ہیں اس کو بہتر کرنے کے لیے
certainty of punishment is rule of law اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک
not there. پوری دنیا میں آپ جائیں، یورپ میں اگر آپ نے گاڑی غلط جگہ لگائی ہے تو آپ کو
100 پاؤنڈ یا 100 ڈالر کا جرمانہ لگ جائے گا۔ اگر آپ Tony Blair بھی ہیں تو پرواہ نہیں ہوگی۔

ہمیں اس

certainty of law, rule of law, proper law, accountability
law, governance and of course “triangle accountability”
which has actually been advocated by Ibne Khaldoon
who is the authority on governance and I hope that we
take it and if you need my help or assistance, I am very
happy....

جناب چیئر مین: ملک صاحب! grace marks زیادہ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحمن ملک: میں نے بہت سے قانون بنائے بھی ہیں، جیسے میں نے کہا میں
تھوڑی بہت جو مدد کر سکتا ہوں، میں ضرور کروں گا اور میرا خیال ہے آپ اس میں Opposition
Leader صاحب کو ضرور رکھیے گا کیونکہ انہوں نے پاکستان کے قانون بدلتے دیکھے ہیں، لوگوں کو
victimize ہوتے دیکھا، خود suffer ہوتے دیکھا، میں نے ان کو خود جنرل ضیاء الحق کے ساتھ
کام کرتے دیکھا اس وقت یہ opening batsman تھے اور میں اس وقت اسٹنٹ ڈائریکٹر

تھا۔ میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔ میری یہ خواہش ہوگی کہ آپ ایک طریقے سے چلیں اور صرف قانون کو amend کریں۔ ہاں پر ہم ایک anchor room نہ بنائیں اور

let us come up with something effective, workable, pragmatic which can bring some good changes for the country, for the nation and the for the coming generation.

جناب چیئر مین: ملک صاحب! grace marks زیادہ ہو گئے ہیں۔ سینیٹر سسی پلیجو۔

سینیٹر ولید اقبال: جناب چیئر مین یہ لفظ جو [XXX] استعمال کیا گیا ہے، اسے مہربانی فرما کر

expunge کر دیں کیونکہ یہ لفظ غیر پارلیمانی ہے۔

جناب چیئر مین: جی expunge کر دیتے ہیں۔ جی سسی پلیجو صاحبہ۔

Senator Sassui Palijo

سینیٹر سسی پلیجو: بہت شکریہ۔ ملک صاحب کی تقریر کے بعد بھی یہ سب چیزیں چلتی رہتی

ہیں۔ ملک صاحب کی اچھی تقریر تھی، I really appreciate that. پہلے میرا فرض بنتا ہے

کیونکہ بلوچستان مجھ میں ایک بہت بھیانک واقعہ ہوا ہے اور گیارہ صرف نام کے لوگ نہیں تھے۔ میں

مذمت کرتی ہوں اور ہم سب نے یہاں مذمت کی بھی ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ ایک بہت بھیانک اور

دردناک واقعہ تھا اور ایک کھلی دہشتگردی تھی اور اس حوالے سے ایسے واقعات ویسے تو ہونے ہی نہیں

چاہئیں اور اگر coordinated effort ہوتی تمام اجنسیوں میں، چاہے civil side پر، یا

* "Words expunged as ordered by the Chairman."

ہماری دوسری جوائنٹنسیوں میں تو شاید ایسا نہ ہوتا۔ میرے خیال میں یہ صرف گیارہ لوگوں کی بات نہیں ہے بلکہ یہ گیارہ خاندانوں کا معاملہ ہے اور یہ فرقہ واریت کو ہوا دینے کے حوالے سے پھر سے ایک چیز شروع ہو گئی ہے۔ میرے خیال میں وہ بہت ایک پیچیدہ چیز ہے اور ہم ایسی چیزیں اب afford نہیں کر سکتے۔ صورتحال بہت گھمبیر ہے اور ہم نے دہشتگردی پر بہت قابو پایا ہے اور اس حوالے سے اس حکومت کو آج اس کا جواب دینا چاہیے اور شیخ رشید صاحب کو یہاں ہونا چاہیے تھا یہ ان کی اٹھارہویں یا انیسویں وزارت ہے اور ان کی خواہش پر ان کو دی گئی ہے تو کم از کم وہ ثابت تو کریں، وہ ہمیں بتائیں تو صحیح کہ یہ اقدامات کیے ہیں۔ پہلے کہتے تھے کہ National Action Plan پر یہ یہ چیزیں اس میں رہ گئی ہیں وہ بھی ہمیں بتادیں کہ ان کا آگے لائحہ عمل کیا ہے۔ NACTA کے حوالے سے جو grey areas رہ چکے ہیں وہ بھی ہمیں بتادیں کہ what he intends to do in near future یا بھی اس پر کیا کام ہوا ہے؟ دوسری چیز جو میں کہنا چاہوں گی وہ یہ کہ ہمارے پاکستانی نوجوان اسامہ سٹی کی موت ہوئی میں اس کو بھی condemn کرتی ہوں

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب چیئر مین: جی سینیٹر سسی صاحبہ۔

سینیٹر سسی پلیجو: بہت شکریہ۔ میں اپنے topic پر آنے سے پہلے مختصراً یہ کہنا چاہوں گی کہ reforms کی بات ہوتی رہی ہے لیکن criminal justice system میں ویسے بھی overall بہت سارے grey areas ہیں لیکن جب یہ واقعہ ہوا تو اس پر شیخ رشید صاحب کو

یہاں آکر بتانا چاہیے تھا۔ یعنی حکومت کو بتانا چاہیے تھا۔ مجھے ایسے لگتا ہے کہ شاید یہ ایک page پر نہیں ہیں۔ یعنی Interior Ministry and Prime Minister Office ایک page پر نہیں ہیں اور روینہ صاحبہ نے بالکل درست بات کہی۔ کل سے جو بھی تقاریر ہو رہی ہیں ان میں PDM کو hit کیا جا رہا ہے اور ہماری top leadership کو hit کیا جا رہا ہے۔ فیصل جاوید صاحب کی پوری تقریر وہی پرانی تھی۔ اگر مجھ سے پوچھتے کہ بتائیں وہ کیا کہنے والے ہیں تو میں بتا سکتی تھی۔ ہر وزیر کے پاس ایک ہی تقریر ہے۔ جیسے جب مراد صاحب نے تقریر کی تھی تو ان کے پاس دو ہی کاغذ تھے جو وہ دونوں ایوانوں میں لے کر جاتے ہیں۔ ان کو دوسرے ایوان میں موقع نہیں ملتا لیکن وہ اس ایوان میں آکر وہ کوشش کرتے ہیں کہ یہاں پر روزے کھولے جائیں۔ حالانکہ یہ ہمارا requisitioned session ہے، اس میں حزب اختلاف کو زیادہ موقع ملنا چاہیے۔ حزب اختلاف کی پارٹیوں کے رہنماؤں پر جو جھوٹے NAB cases نے بنائے ہیں، ان میں آصف علی زرداری صاحب ہیں، محترمہ فریال ٹالپور صاحبہ ہیں اور خورشید شاہ صاحب ہیں، جو ابھی تک جیل میں ہیں، میں ان اقدام کو condemn کرتی ہوں۔ آج بھی ان کو عدالت میں پیش کیا گیا تھا۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ human rights violation اور کیا ہوگی۔ آج سلیم مانڈوی والا، ڈپٹی چیئرمین صاحب نے جو تفصیل بیان کی ہیں، یہ ایک اچھی بات ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ جب وہ آپ کے دفتر میں آئیں گے، so you will go through it اس کو پھر تفصیل میں بھی دیکھا جائے گا۔ یہاں پر Chairman NAB پہلے آچکے ہیں۔ میرا Human Rights کے حوالے سے یہ

motion تھا جو آپ نے مصطفیٰ نواز کھوکھر صاحب کی Human Rights Committee کو refer کیا تھا۔ وہ آپکے ہیں۔ کافی دیر تک وہ بیٹھی رہی۔ انہوں نے کہا کہ سینیٹر سسی پلیجو جب تک آپ کے سوالات ختم نہیں ہو جاتے میں پورا time دوں گا۔ وہ بیٹھے رہے۔ اس کا یہ اثر نکلا کہ دوسرے مینے سندھ میں کئی ایسے missing persons واپس آئے۔ مجھے پتا ہے کہ بہت سارے لوگ اس پر بات نہیں کرنا چاہتے۔ یہ تو اچھی بات ہے کہ پارلیمنٹ موجود ہے۔ اس کا سدباب بھی ہو۔ احتساب سے ہم نہیں بھاگ رہے ہیں۔ یہ جو بار بار کہا جا رہا ہے۔ ابھی ان کے منسٹر صاحب بھی بات کریں گے۔ یہاں پر جو بات کی جا رہی ہے یا عام لوگوں کی صفوں میں سے جو کرائی جا رہی ہے کہ آپ کے جو fundamental rights ہیں ان کی جو اتنی بھیانک violations ہو رہی ہیں۔ وہ بند ہونی چاہیے۔ مسلم لیگ (ن) کی لیڈر شپ، میاں نواز شریف صاحب، مریم نواز صاحبہ اور شہباز شریف صاحب جو اپوزیشن لیڈر ہیں وہ بھی اس وقت نیب کی جیل میں ہیں۔ ان کے بیٹے بھی نیب کی جیل میں ہیں۔ ابھی خواجہ آصف صاحب کی گرفتاری کی بھی ہم مذمت کرتے ہیں۔ PTI حکومت والے اتنے خوفزدہ ہیں اور پھر کوشش کرتے ہیں کہ اپوزیشن کا اداروں کے ساتھ clash ہو جائے۔ ہم اپوزیشن والے کبھی اداروں کے ساتھ تصادم نہیں چاہتے۔ یہ ہمارے اپنے ادارے ہیں۔ ہم ان کی تہہ دل سے respect کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ قانون پر عمل درآمد ہو لیکن PTI والے ہر وقت یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ فلاں فلاں points یہ لے کر آرہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ بالکل جھوٹ کا ایک پلندہ ہے۔ وقت تھوڑا تھا مگر مانڈوی والا نے پھر بھی ثبوت اکٹھے کیے ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ نام لے

کر وہ ثبوت بھی پیش کیے ہیں۔ ہم اداروں کا احترام کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ نہ کھیلے۔ وہ اچھا کام کریں گے تو ہم appreciate کریں گے لیکن یہ بھی لسٹ بتائی گئی ہے۔ جن کی custody میں death ہو گئی ہے میرے خیال میں یہ افسوسناک بات ہے۔ اس پر action لینا چاہیے۔

جناب چیئر مین! یہ بھی بار بار کہا جا رہا ہے۔ کاکڑ صاحب نے کل تقریر کی تھی۔ یہاں سے ابھی جواب آیا کہ حب الوطنی، حب الوطنی۔ یہ بھی افسوسناک بات ہے۔ جو لوگ پارلیمنٹ کا حصہ ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ وہ قانون پر یقین رکھتے ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ وہ پاکستان کی سالمیت، بقا اور استحکام چاہتے ہیں تبھی تو اس ہاؤس کا حصہ بننے ہیں لیکن ان کے بارے میں بھی کہا جا رہا ہے کہ یہ contradiction کیوں پھیلا رہے ہیں۔ ہر کسی کا اپنا view point ہے۔ ابھی دیر بھی ہو چکی ہے۔ جمعے کے دن ہم چاہتے تھے کہ ہمیں وقت دیا جائے۔ آپ نے کہا تھا کہ صرف ایجنڈے پر بات ہونی چاہیے۔ اس وجہ سے میں زیادہ detail میں نہیں جا رہی ہوں۔ جتنا مجھے اس topic پر بولنا تھا اس کو دیکھ کر میں کہوں گی کہ سارے جھوٹے cases ختم کیے جائیں۔ احتساب کے نام پر انتقامی کارروائیاں ختم کی جائیں۔ خواجہ آصف، اپوزیشن لیڈر، آصف علی زرداری صاحب یا دوسرے لوگ ہوں ان پر جھوٹے cases ہونے چاہئیں۔ خورشید شاہ صاحب کو رہا کرنا چاہیے۔ یہ ان کو کوئی رعایت نہیں ہے۔ اس حوالے سے بار بار اس کا ذکر کرنا میرے خیال میں قوم کو بے وقوف بنانے والی بات ہے۔ ایک Private Member's Bill last year قومی اسمبلی میں ضرور آیا تھا۔ وہ Law and

Justice Committee میں آیا تھا۔ دونوں اطراف کے لوگوں نے اس میں اپنی اپنی رائے دی تھی۔ صرف یہاں تک بات تھی۔ باقی یہ کہنا کہ اپوزیشن والے relief چاہتے ہیں۔ عوام کو بھی پتا ہے کہ ہم اس حکومت کو کیوں tough time دینا چاہ رہے ہیں۔ PDM کا ایک پرامن احتجاج ہے۔ میں PDM کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہتی ہوں لیکن چونکہ یہاں پر بار بار اس پر تنقید کی گئی۔ فراز صاحب کا ایک شعر ہے۔ اگر شبلی صاحب اس وقت موجود ہوتے۔ ہمارے بھائی ہیں۔ اپوزیشن میں ہمارے ساتھ ان بینچوں پر بیٹھے تھے۔ دستور اور آئین کی باتیں بہت کرتے تھے۔ Article 25, 158 and 172 پر سواتی صاحب اور شبلی صاحب اکٹھے ہوتے تھے۔ وہ جو بار بار کہتے ہیں۔ اتنی محنت اگر انڈیا کو آنکھ دکھانے کے لیے کرتے جتنی محنت یہ سرکاری ترجمان میسنگ میں کرتے ہیں تو میرے خیال میں کچھ نہ کچھ ضرور نکلتا جس کا عام پاکستانیوں کی زندگی پر اچھا اثر پڑتا۔ کشمیر اور سرحدوں کے حوالے سے جو آپ کی خارجہ پالیسی ہے اس پر انہوں نے اس طرح سے توجہ نہیں دی۔ تو میں اس پر ایک شعر ضرور پڑھوں گی۔ یہ بار بار ہمیں کہتے ہیں کہ حب الوطنی کے سرٹیفکیٹ لے کر آئیں۔ شبلی فراز صاحب کی پریس

کانفرنسوں میں یہ بات زیادہ ہوتی ہے۔ تو ان کے والد صاحب کا ایک شعر ہے کہ

کس زعم میں تھے اپنے دشمن شاید انہیں معلوم نہیں
یہ خاک وطن ہے جاں اپنی اور جاں تو سب کو بیماری ہے

تو چیز میرے خیال میں بری ہے۔ یہ لوگوں کو ڈھکوسلے دینے کے برابر بیان ہیں۔ جس طریقے سے یہ میڈیا کا پورٹل time لینے کی کوشش کرتے ہیں اس سے ان کو تاج نہیں پہنائے جاتے۔ آج ولید صاحب نے بھی جو details یہاں پیش کیں۔ وہ اخبارات میں سب نے پڑھی ہوئی ہیں۔ ان میں کوئی نئی بات

نہیں تھی لیکن انہوں نے بھی ایک بات کی کہ سلیم صاحب کی تقریر میں کچھ وزن ہے۔ یعنی حکومتی سائڈ کے لوگ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چیز اگر ہماں پر لائی گئی ہے تو اس کا حل ڈھونڈنا چاہیے۔ یہ حقیقت ہے کہ کل جب یہ حکومت میں نہیں ہوں گے تو پھر ان کو بھی یہ معلوم ہو گا اور یہ realize کریں گے۔ کیونکہ آج تو وہ سمجھتے ہیں کہ مختلف کندھوں پر سوار ہیں۔ یہ کندھے صرف ان کے نہیں ہیں۔ وہ پاکستان کے کندھے ہیں۔ یہ خود ان کو controversial بنا رہے ہیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کل کا ایجنڈا بھی بہت اہم ہے اور آپ ہمیں اس پر بات کرنے کا موقع ضرور دیں گے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Shahzad Akbar Sahib, Adviser to the Prime Minister.

Mirza Shahzad Akbar, Adviser to the Prime Minister

مرزا شہزاد اکبر (مشیر برائے احتساب و داخلہ): شکریہ جناب چیئرمین! دو، تین دن میں نے بڑی تفصیل کے ساتھ تمام سینیٹر صاحبان کی باتیں سنیں جس میں حقائق بھی تھے، emotions بھی تھے، anecdotal چیزیں بھی تھیں، تاثرات بھی تھے تو میں کوشش کروں گا کہ اس پر person specific بات نہ کروں اور احتساب کے پورے عمل اور قانون کو اور اس ادارے کی کچھ چیزیں آپ کے توسط سے اس ایوان کے گوش گزار کروں تاکہ اس Motion پر جو بھی decision لیا جاتا ہے۔ میں ہماں پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا جیسے آپ نے فرمایا کہ جو individual cases ہیں، جن کی طرف آپ نے اشارہ بھی کیا اور اس پر حکومت کی جو بھی assistance درکار ہوگی ہم اس کے

لیے ہر وقت موجود ہیں، جب بھی آپ کا حکم ہوگا میں بھی آؤں گا اور Law Minister بھی ہوں گے اور اس کے لیے ہم حاضر ہیں۔

جناب چیئرمین! سب سے پہلے جو accountability regime ہے یا process ہے یہ کوئی واحد پاکستان کا experience نہیں ہے دنیا کے دیگر ممالک میں بھی اور خاص کر ان ممالک میں جہاں کے حالات و واقعات ہم سے ملتے جلتے ہیں وہاں پر بھی یہ process چل رہا ہے اور اسی طرح کے ادارے ان کے اوپر کام کر رہے ہیں اور ایسی ہی legislation وہاں پر بھی ہے تو میں صرف آپ کی assistance کے لیے چھ، سات ممالک کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا۔ پاکستان کے علاوہ انڈیا ہے، ملائیشیا، ارجنٹینا، کینیا، جنوبی افریقہ اور سنگا پور ہے۔ وہاں پر accountability کے لیے ایسا ہی ایک central ادارہ ہے، اس کا قانون اس سے بالکل مماثلت رکھتا ہے اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ مماثلت رکھتا ہے تو ان قوانین میں بھی یہی clauses ہیں جن کو لے کر ہم ان پر بار بار بحث بھی کر رہے ہیں۔ اگر آپ arrest کی بات دیکھ لیں تو پاکستان کے قانون کے مطابق جو نیب کا قانون ہے وہ چیئرمین کے وارنٹ کے ساتھ arrest ہے جب کہ انڈیا میں corruption کو CBI deal کرتی ہے اور وہاں پر without warrant arrest ہے اسی طرح سے جو باقی پانچ ممالک ملائیشیا، ارجنٹینا، کینیا، جنوبی افریقہ ہیں وہاں پر بھی investigation stage پر arrest موجود ہے۔ اس کے علاوہ ایک offence جس کو لے کر سب سے زیادہ بات کی جاتی ہے اور اس ایوان کے باہر بھی بات کی جاتی ہے کہ assets beyond

known source یہ کس قسم کا offence ہے یہ کوئی offence نہیں ہے، یہ کوئی مذاق کی بات ہے۔ یہ illicit enrichment یا assets beyond known source نام سے دنیا کے تقریباً تمام ممالک جن میں ترقی یافتہ ممالک بھی ہیں اور ہماری طرح کے ممالک بھی ہیں یہ ان میں بھی موجود ہے اور جن چھ، سات ممالک کا نام میں لے رہا ہوں وہاں پر بھی یہ as offence موجود ہے۔ پھر ایک اور بات ہے presumption of guilt کی۔ نیب کے قانون میں جو presumption ہے اور یہ بات کی جاتی ہے کہ onus of proof, accused کے اوپر ہے تو میں یہاں پر دو چیزیں وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ایک تو onus of proof نیب کے قانون میں 12 offences ہیں۔ ان میں سے ایک offense ہے جس کے اندر burden of proof accused پر ہے اور وہ offense, assets beyond known source کا ہے باقی گیارہ offenses میں burden of proof prosecution پر ہے۔ ایک offense جس میں burden of proof accused پر ہے وہاں بھی NAB prima facie initial burden پر ہی ہے۔ اس کو پہلے ایک چیز prima facie prove کرنی ہے اور اس کے بعد اس کو disprove کرنے کا burden accused پر ہے۔ تو وہ بات بھی ریکارڈ کی درستی کے لئے بڑی ضروری ہے۔

اسی طرح نیب کے قانون میں disqualification clause ہے، وہ انہی چھ ممالک کے اندر disqualification ہے بلکہ پاکستان میں تو صرف دس سال

disqualification from ہے جبکہ ارجنٹینا میں تمام عمر کے لئے
public office ہے جس کی بھی اس میں punishment ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سزا کی
مد میں پاکستان واحد ملک نہیں ہے جہاں چودہ سال سزا ہے جبکہ کچھ ممالک ہیں جہاں عمر قید تک کی سزا
ہے۔

جناب چیئرمین! accountability کا قانون ہونا، accountability کا ایک ادارہ
ہونا اور اس قانون کے اندر ان چیزوں کا ہونا، یہ پاکستان کی international
commitment بھی ہے۔ اس میں، میں تین چیزیں عرض کرنا چاہوں گا۔ ایک تو United
Nations Convention against corruption ہے جس کا
پاکستان Founding Member بھی ہے، signatory بھی ہے اور ہم نے ratify بھی
کیا ہوا ہے۔ اس کے تحت ایک Article-6 ہے جس کے تحت ہم پابند ہیں کہ ہمارے ہاں
accountability, anti-corruption کا ایک centralized ادارہ ہو اور
اگر Federating Units ہیں تو ان کے اندر بھی وہ ادارے ہونے ضروری ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ offenses کی جو criminalization demand ہے اس
international convention کی جس کے ہم signatory ہیں، اس میں یہ تمام
offenses شامل ہیں جو نیب کے قانون میں شامل ہیں۔ اس کے اندر جو سب سے بڑی بات ہے اس
کے آرٹیکل 20 میں illegal enrichment جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ Assets

beyond known source اس کو کہا گیا ہے کہ اس کو criminalize کیا جائے، جن ممالک میں نہیں ہے، جو اس کے signatory ہیں وہاں بھی ہونا چاہیے۔ اس کے ساتھ Article 23 جس میں money laundering کے بارے میں موجود ہے، اس کی تفصیل میں، میں نہیں جاتا۔

اس کے علاوہ FATF کی بات ہو رہی ہے، FATF کی بھی even جو latest legislation ہوئی اس کو بھی لے کر نیب کے قوانین کو مزید stringent کرنے کی بات کی گئی اور کچھ چیزوں کی بات کی گئی جہاں further legislation کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری 2012 Supreme Court of Pakistan کی reported judgement ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ پاکستان کے قانون کے مطابق ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی international commitment جو ہم نے UNCAC (United Nations Convention against Corruption) میں کی ہوئی ہیں ان کو fulfil کریں اور accountability process کو اور اس کے نظام کو بہتر بنائیں۔ یہ کوئی پاکستان تحریک انصاف کی حکومت کی بات نہیں ہے، یہ اس حکومت کی بات نہیں ہے اور ہم نے یہ چیز inherit کی ہے۔ Accountability کا ادارہ ہم نے نہیں بنایا، accountability کا قانون ہم نے نہیں بنایا۔ اب اگر ہم accountability قانون کی بات کرتے ہیں تو ہم اس کی تھوڑی سی legislative history بھی دیکھ لیتے ہیں۔

نیب کا قانون مارچ 1947 میں Prevention of Corruption Act آتا ہے جو انڈیا اور پاکستان دونوں میں لاگو ہے۔ اس کے بعد ہمارے ایک فاضل سینیٹر نے بات کی، EBDO وغیرہ کی بات ہوئی وہ مختلف قوانین آتے رہے اور جاتے رہے۔ موجودہ وقت میں جو National Accountability Act/ Ordinance آپ کے سامنے موجود ہے جس کی سب سے پہلی شکل احتساب آرڈیننس کی صورت میں 1996 میں غالباً یہ آئی تھی جب interim government آئی، جس کا mandate election کرانا تھا لیکن انہوں نے اپنے mandate سے بڑھ کر احتساب کا کام بھی شروع کر دیا۔ ہمارے بڑے نامور صحافی نجم سیٹھی جو اس کے چیئر مین بنے۔ انہوں نے ایک آرڈیننس بنایا اور یہ بھی بات ہوتی ہے کہ جی نیب 1985 سے احتساب کرتا ہے۔ پہلی دفعہ interim Government نے 1996 میں اس کو لاگو کیا اور جب 1997 میں پاکستان مسلم لیگ کی حکومت آئی تو انہوں نے اسی قانون کو endorse کرتے ہوئے اس کو Act of Parliament کے طور پر پاس کروایا اور یہ 1997 کا احتساب ایکٹ بن گیا صرف ایک ترمیم کے ساتھ اور وہ ایک ترمیم یہ تھی کہ احتساب آرڈیننس کے اندر اس کا اطلاق 1985 سے ہونا تھا جبکہ انہوں نے اس کا اطلاق 1990 سے کر دیا۔ تو 1985 اور اس کے بعد 1988 اور 1988 کی دو حکومتیں تھی اس کو اس سے باہر نکال دیا۔

جناب چیئر مین! اس کے بعد آپ کا National Accountability Ordinance آتا ہے جو نہ صرف اس قانون کو inherit کرتا ہے جو احتساب ایکٹ تھا،

same انہی چیزوں کو نئے قانون میں لایا جاتا ہے بلکہ اس کے اندر ایک clause ہے کہ cases کو بھی inherit کیا جاتا ہے۔ وہی کیس جو پہلے بنائے گئے تھے ان کو نیب میں لایا جاتا ہے۔ یہ اس کی legislation history ہے اور اس میں سب سے جو ضروری چیز ہے جو یہ سمجھنے کے لئے اور ہماری debate کے لئے بڑی assistance دے گی کہ اس کے اندر جو اختیارات ہیں جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ یہ نظام پاکستان تحریک انصاف کی حکومت نہیں لائی، نیب کا آرڈیننس ہم نہیں لائے جو 1999 سے لاگو ہے اور اس کے بعد دو حکومتیں دس سال رہیں جو دونوں elected حکومتیں تھیں۔ ان دونوں حکومتوں نے بہت زیادہ legislation کی، دونوں حکومتوں نے آئین میں بڑی ترامیم کیں۔ سب سے بڑی بنیادی ترمیم جس پر سب بڑا فخر کرتے ہیں، کرنا بھی چاہیے یہ اٹھارھویں ترمیم تھی جس پر consensus پیدا کیا لیکن نیب کے قانون میں ایک clause تک کی ترمیم نہیں کی گئی۔ اس پر سب سے جو اہم چیز ہے کہ اس کے قانون کو لے کر آپ کے سامنے موجود ہے، آپ کی سپریم کورٹ کے فیصلے موجود ہیں۔ اس قانون کو سب سے پہلے اسفندیار ولی کیس میں پرکھا گیا۔ اس کیس میں پرکھنے کے بعد اس کی کچھ clauses کا عدم قرار دی گئیں اور وہ ختم ہو گئیں۔ اس کے بعد دوبارہ عزیز میمن کا ایک کیس ہے۔ میں کیس میں سے کچھ چیزیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔ 2013 کا یہ PLD کا reported case ہے۔ اس کے اندر وہ چیزیں جو اس ایوان میں discuss ہوئی ہیں اس سے وہ بڑی relevant ہیں۔

ایک بات کی گئی ہے نوے دن کے remand کی، جناب چیئرمین انوے دن کا remand ایسے نہیں ہوتا کہ آپ جا کر عدالت میں کھڑے ہوتے ہیں اور آپ کو نوے دن کا remand مل جاتا ہے۔ نیب کے arrest کے بعد accused کو within 24 hours before an Accountability Court Judge produce کرنا پڑتا ہے جو Sessions کا ایک سینئر جج ہوتا ہے۔ Normal cases میں 302 even کے مقدمے میں آپ کو ایک میجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جس کی judicial service پانچ سات سال سے زائد نہیں ہوتی تو یہاں پر standard even higher ہے۔ عزیز میمن کیس میں آصف سعید کھوسہ صاحب کی judgement ہے اور انہوں نے اس میں لکھا ہوا ہے کہ

The period of remand of 90 days is not violative of Article 10(2) of the Constitution. In that section 24(d) required production of the accused before the Accountability Court within 24 hours.

اسی طرح اس کے اندر جو اس کی power of arrest ہے اس کو بھی violate کیا ہے جو Article 24 کے تحت ان کی power of arrest ہے اور اسی طرح سے انہوں نے کہا ہے کہ NAB Ordinance was framed keeping in mind Articles 175, 202 and 203 of the Constitution and principle laid down in Mehram Ali case. یہ retrospective effect کے حوالے سے

بات کی گئی ہے۔ تو جناب چیئرمین! یہ پہلے ہی ایک judicial scrutiny سے گزر چکا ہے۔ اس پر بہت زیادہ litigation ہوئی ہے، بہت سارے لوگ ان چیزوں کو، ان شکایتوں کو لے کر عدالتوں کے پاس بھی گئے ہیں جو appropriate forum ہے کہ law کے اندر اگر کوئی چیز غلط ہے تو ایک عام شہری وہاں سے جا کر بھی ٹھیک کروا سکتا ہے in addition to اگر آپ اس کے اندر کوئی amendment لانا چاہتے ہیں۔ یہ کہنا کہ آپ اس کو گرفتار کر لیتے ہیں اور گرفتار کرنا غلط ہے یا اس کا remand ہوتا ہے تو وہ غلط ہے اور اس پوری judgement میں justification بھی دی گئی ہے کہ remand کی justification کیوں ہے۔ اور آج تک کبھی نہیں ہوا کہ کسی کو remand ملا ہو اور اگلی پیشی پر وجوہات بتائے بغیر وہ remand مل جائے۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ اب ذرا نیب کی performance کی بات کر لیتے ہیں۔ نیب کی performance پر میرے colleague ولید اقبال نے بھی بات کی۔ اب یہ بھی کہا گیا کہ اس performance کے بارے میں ہم سب جانتے ہیں۔ اس performance کو جانتے ہوئے اس کو ذرا comparison کرنا بڑا ضروری ہے۔ ہم جس چیز کو victimization کہہ رہے ہیں، میں تھوڑی دیر میں اس پر بھی آؤں گا کہ کیوں اس پر بات کی جاتی ہے، انفرادی کیسوں پر کیوں بات کی جاتی ہے لیکن اس سے پہلے جس کو ہم victimization کہہ رہے ہیں کہ اس وقت ایک بڑا ماحول بنا ہوا ہے لیکن اس ماحول کے ثمرات تو آپ قوم سے ذرا share کریں۔ یہ نیب کی 2019 کی Published Annual Report ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق اب اگر آپ کو میں ایک

دو figures پیش کروں کہ ان کی 2019 کی recovery ایک سو اکتالیس بلین کی ہے اور اس کے بعد اور اس کے بعد 2020 کی recovery کو اس کے ساتھ شامل کیا جائے، یہ ہمارے دو سالوں کی بات ہے، یہ 389 بلین کی recovery بنتی ہے۔ اب یہ دو سالوں کی 389 recovery billion کی ہے اور اس سے پہلے اگر دس سالوں کو آپ لے لیجئے تو دس سالوں میں نیب کی performance اور recovery کیا تھی وہ اگر ٹوٹل لگایا جائے جس میں ہمارے بھی چار مہینے کیونکہ سال کے حساب سے اس کو کاٹنا پڑتا ہے تو ایک سو چار بلین کی بنتی ہے۔ Performance میں یہ ایک بڑا clear فرق ہے۔

ایک اور ذکر میں ضرور کرنا چاہوں گا، وہ anti-corruption ہے۔ Federating Units میں anti-corruption کام کرتا ہے۔ اگر آپ اسی طرح anti-corruption کی بات کرتے ہیں تو ہمارے دور حکومت میں، پنجاب میں، اس پر بھی بہت زیادہ شکایت کی جاتی ہے۔ میں اس کی کارکردگی پر بات کروں، پچھلے ستائیس ماہ میں 206 ارب روپے کی recoveries کی گئی ہیں جو کہ in comparison پچھلے دس سالوں کی تین ارب روپے کی recoveries ہیں۔ یہ کارکردگی کا فرق ہے کہ جب اس میں political influence نہیں ہے۔ یہ figures بولتے ہیں، اداروں کی published reports ہیں، جو خزانے میں جمع ہو چکے ہیں۔ اس کے باوجود اگر political victimization کی بات کرتے ہیں تو یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ یہ recoveries کن سے ہوتی ہیں۔ یہ زمین کی مد میں recoveries ہیں، influential لوگوں نے اگر کسی

سرکاری زمین پر قبضہ کیا ہوا ہے، میں کسی کا نام نہیں لیتا، ایک عام آدمی تو سرکاری زمین پر قبضہ کر کے پیٹرول پمپ نہیں بنا سکتا اور نہ وہ اس پر پلازہ کھڑا کر سکتا ہے۔ عام آدمی کو، چاہے ہمارا دور ہو، ان کا دور ہو، کسی کا دور ہو، وہ ایک ریڑھی بان کو بھی نہیں چھوڑتا، اس کی ریڑھی کو چھین لیا جاتا ہے۔ یہ صرف ایک influential آدمی کر سکتا ہے۔ تو وہ influential لوگ ہیں، ان کی آواز دور تک پہنچتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ victimization ہو رہی ہے۔ اگر victimization ہو رہی ہے تو اس کا forum عدالت ہے۔ آپ عدالت میں اس کو challenge کیجئے۔ اگر ہمیں عدالتوں پر اعتماد نہیں ہے تو وہ بتائیے۔

ایک اور بات کی گئی، میں سمجھتا ہوں کہ record کی درستی بڑی ضروری ہے۔ نیب میں human rights کی violations کی بات ہوئی۔ میں نے بھی اخبار میں یہ report پڑھی۔ محترم ڈپٹی چیئرمین کی بات سے پہلے اخبار میں بھی رپورٹ آئی کہ 13 deaths NAB کی custody میں ہو چکی ہیں۔ میرے لیے یہ بڑی حیرت کی بات ہے۔ میں نے بطور وکیل، as Prosecutor بھی، میں نے 16-17 سال نیب کی practice کی ہے۔ یہ میں لے آیا ہوں، آپ کمیٹی میں لے جانا بھی چاہیں گے، 13 deaths ہوئی ہیں۔ ان میں 11 deaths judicial remand پر ہوئی ہیں۔ میں اپنے colleagues کی information کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ judicial remand میں prison میں ہوتے ہیں، نیب کی حراست میں نہیں ہوتے، نیب کی physical custody میں نہیں ہیں۔ اس لیے record

کی درستگی کے لیے بڑا ضروری ہے کہ اس کو درست کر لیا جائے۔ محترم ڈپٹی چیئرمین صاحب نے جو نام لیے، اسلم مسعود صاحب، Omni Group کے CFO کی اڈیالہ جیل میں judicial custody میں death ہوئی۔ اس میں نیب کا کوئی قصور نہیں ہے۔ آج تک جتنی بھی deaths ہوئی ہیں۔ انہوں نے Brigadier Asad Munir صاحب کا بھی نام لیا۔ He was never arrested, وہ کبھی گرفتار بھی نہیں ہوئے تھے۔ ان کی وفات اپنے گھر میں ہوئی ہے۔ اس کو بھی نیب کے ساتھ منسلک کرنا زیادتی ہے۔

یہ دو deaths جو نیب کی lockups میں ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک آغا محمد سجاد صاحب، پی ٹی سی ایل کے Divisional Engineer تھے اور ظفر اقبال مغل جو کہ ایک housing scheme کے کسی scandal میں گرفتار تھے۔ دونوں cases میں نہ ان کی family کی طرف سے اور نہ کہیں پر کسی forum پر، آپ اس کی inquiry کروا سکتے ہیں، کسی judicial forum پر جاسکتے ہیں۔ ان کی medico-legal report میں کوئی torture اور کسی قسم کا الزام نہیں تھا۔ اس لیے record کی درستگی کے لیے یہ بڑا ضروری ہے۔

جناب چیئرمین! پھر بات کرتے ہیں کہ نیب political victimization میں لگی ہوئی ہے۔ وہ cases کو لے کر بات کی جاتی ہے، cases پر دو طرح کی چیزیں ہیں۔ اگر کسی کیس میں ایک specific چیز ہے، جہاں پر غلط کام ہو رہا ہے، اس کو بالکل اٹھانا چاہیے لیکن جو high profile cases ہیں، جن پر اس بحث کا آغاز ہوا ہے، ان میں پانامہ کا کیس ہے۔ پانامہ کا کیس تو

ہماری دور حکومت میں شروع نہیں ہوا۔ ICIJ ایک international journalist group ہے، اس نے ایک report publish کی، اس پر سپریم کورٹ تک معاملہ گیا۔ سپریم کورٹ نے ایک JIIT بنائی، احتساب عدالت میں معاملہ چلا۔ یہاں یہ بات بھی کرتے ہیں کہ آپ کسی کے بارے میں کوئی بات نہ کریں، کسی کو notice نہ دیں، کسی کو نہ بلائیں، صرف اس کا trial کریں اور convict کر کے بات ختم کر دیں۔ پانامہ کے نتیجے میں conviction تو ہو گئی تھی۔ احتساب عدالت سے conviction ہو چکی ہے۔ آپ میں سے آج اس conviction کو کون تسلیم کر رہا ہے؟ ان چیزوں پر بھی نظر ڈالنی چاہیے۔

اس کے ساتھ ساتھ fake accounts کا کیس ہے۔ Fake accounts کا کیس ہمارے دور حکومت میں شروع نہیں ہوا، پچھلے دور حکومت کے وزیر داخلہ نے اس کا آغاز کیا۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے ایک JIIT بنائی۔ اس JIIT نے پھر cases بھیجے۔ اگر آپ کہیں گے تو میں اس کیس کا بھی پورے facts یہاں بیان کر دوں گا۔ پھر ہم پر الزام لگ جائے گا کہ ہم میڈیا trial کرتے ہیں۔ اس کیس کو بھی کیا پاکستان تحریک انصاف کی حکومت نے شروع کیا؟ ہرگز نہیں کیا۔ ہم سے صرف ایک غلطی ہوئی ہے کہ ہم نے ان چیزوں میں interfere نہیں کیا، ہم نے ان چیزوں کو روکا نہیں اور کسی بھی سیاسی مصلحت کے تحت نہیں روکا۔ اگر ہم پر یہ الزام ہے تو یہ الزام درست ہے۔

پھر TTs کا scandal آگیا۔ Media trial کی بات کرتے ہیں۔ مجھے personally کہا گیا کہ آپ اس کیس پر غلط بات کرتے ہیں، ہم آپ کو defamation میں

sue کریں گے، آج تک نہیں کیا گیا۔ اگر اس کیس میں یا اس چیز میں ایک بھی چیز media trial ہے، media trial کیا ہے کہ آپ کسی پر جھوٹا الزام لگائیں۔ اگر جھوٹا الزام ہے تو اس پر defamation کا forum موجود ہے، آپ defamation میں لے جائیں۔

خواجہ آصف صاحب کی گرفتاری کی بات ہے۔ وہ بڑی relevant ہے کیونکہ وہ recent ہے۔ خواجہ آصف کی گرفتاری پر آپ خود اپنے آپ کو پیش کر دیتے ہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی کی گئی، political victimization کی جارہی ہے۔ آپ victimization کا الزام نیب پر نہیں لگاتے، آپ political victimization کا الزام حکومت وقت پر لگاتے ہیں۔ اس لیے حکومت وقت کے ترجمانوں کا، وزراء کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنا case defend کریں۔ وہ بتائیں کہ یہ چیزیں کیا ہیں۔

میں نے دو دن پہلے ایک پریس کانفرنس کی ہے۔ میں نے اس میں کہا ہے کہ remand میں کیا کیا چیزیں لکھی ہوئی ہیں، کیا کیا ان پر الزامات ہیں۔ یہ بھی کہا ہے کہ الزامات ہیں، یہ نہیں کہا کہ یہ ثابت ہو گیا ہے۔ یہ اس لیے کہا ہے کہ آپ ہم پر الزام لگا رہے ہیں کہ آپ کی political victimization ہو رہی ہے۔ اگر remand میں یہ سوال ڈالا گیا ہے کہ پاکستان میں رہتے ہوئے پانچ سال آپ یہاں وزیر ہیں، وزیر دفاع ہیں، وزیر خزانہ ہیں، وزیر پانی و بجلی ہیں تو آپ کی 22 لاکھ روپے ماہانہ کی job ہے جس کے لیے روزانہ 8 گھنٹے کام کرنا ہے، چھٹی بھی ہفتے میں ایک دن ہے، اس کی مد میں تنخواہ کیسے claim کر رہے ہیں، اس کی تنخواہ کا benefit کیسے لے رہے ہیں کیونکہ

آپ پر assets beyond known source کا کیس ہے۔ اگر ہم یہ بات بتاتے ہیں کہ جس چیز پر ایک action ہو چکا ہے تو اگر وہ media trial ہے تو مجھے نہیں پتا، پھر آپ ہمیں عدالت میں لے جائیں۔

جناب چیئر مین! جو قانون کی بات ہے، NAB legislation کی بات ہے۔ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ دس سالوں میں آئینی ترامیم ہوئیں۔ نیب کے قانون کو تبدیل نہیں کیا گیا۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ نیب کے قانون کو تبدیل نہ کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ 2017 کی سب سے بڑی پانامہ کی reported judgement میں لکھی ہوئی ہے، اس وقت کے چیئر مین نیب کو باقاعدہ عدالت نے کہا ہے کہ یہ favour کر رہے ہیں، ان پر influence ہے اور ان کو کام کرنے سے روک دیا گیا۔ ابھی چیئر مین نیب کی جو بات کرتے ہیں، ہم نے تو ان کو appoint نہیں کیا۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ ماضی میں فصیح بخاری صاحب کی appointment کو چوہدری نثار صاحب نے challenge کیا تھا۔ ان کی appointment consultation کے بغیر ہوئی تھی، جو قانون میں طریقہ ہے، اس کے بغیر ہوئی تھی اور وہ فیصلہ ہوا اور ان کی appointment ختم ہوئی۔ اگر آپ کو اس میں بھی کوئی issue ہے تو forum court ہے، چاہے وہ ہائی کورٹ ہو یا سپریم کورٹ ہو۔

پاکستان تحریک انصاف کی حکومت نے نیب قوانین میں بہتری لانے کے لیے ایک Ordinance لایا۔ وہ Ordinance اس ایوان میں lapse آکر گیا۔ اس پر ہم آپ کی سربراہی میں بیٹھے، اپوزیشن اراکین کے ساتھ بیٹھے۔ ایک ایک clause پر بات کی۔ ہم نے ان سے استدعا کی کہ آپ اس کو expire نہ ہونے دیں۔ آپ اس میں ترامیم کریں لیکن وہ ترامیم کریں جو ہو سکتی ہیں۔ ہم وہ ترامیم نہیں کر سکتے جو ہمارے اپنے منشور کے خلاف ہیں، ہمارے mandate کے خلاف ہیں اور پاکستان کے قانون کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ماضی میں سینیٹر رحمن ملک صاحب نے این آر او پر بات کی، ایک لفظ بھی استعمال کر دیا تو میں اتفاقاً وہ judgement بھی ساتھ لایا تھا۔ 2010 کی reported judgement ہے، 17 judges full court کی judgement ہے۔ آج اگر آپ کہتے ہیں کہ این آر او کوئی چیز ہی نہیں تھی، پہلا تو این آر او وہ تھا جس پر 17 judges کی judgement موجود ہے۔ بڑی detail سے لکھی ہوئی ہے۔ اس کے پورے سیاق و سباق اس میں لکھے ہوئے ہیں، ہمیں کسی بند کمرے میں بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پوری قوم جانتی ہے، کیسے آیا، کیا تھا، کیا نہیں تھا، کیسے ختم ہو گیا۔ اس کے بعد جب ہم amendment کی بات کرتے ہیں تو ہم مختلف pages پر کھڑے ہیں، ہم ایک page پر نہیں ہیں۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ business community کے لوگ اگر وزیر اعظم کو ملے۔ انہوں نے نیب کے قانون نہیں، نیب کے کچھ practices کی بات کی کہ businessman کو بلا لیا جاتا ہے، جس سے businessman ڈر جاتا ہے۔ دیکھیں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو بلانے کے اوپر

آپ کو ڈرنا نہیں چاہیے۔ سوال تو کسی سے بھی ہو سکتا ہے۔ پھر میں specific cases پر نہیں جانا چاہتا لیکن اگر کوئی proceeds of crime کسی businessman کے account میں جاتی ہے تو اس سے سوال تو ہونا ہے وہ سوال کا جواب دے سکتا ہے۔ ان چیزوں کو cap کرنے کے لیے ہم نے officially چیئرمین نیب سے بھی بات کی اور ہم ایک Ordinance لے کر آئے کہ ان چیزوں کو circumvent کیا جائے اور اس law میں کوئی ایسا safeguard لگا دیا جائے کہ abuse of power نہ ہو سکے لیکن ہرگز احتساب کے عمل کو اس پر اثر انداز ہونا نہیں تھا کہ اس کا کسی کو personal benefit نہ ملے۔ ایک community protection کی بات ہے۔ Businessman ہے جس طرح سے ڈپٹی چیئرمین صاحب نے کہا کہ ایک honest business transaction نیب کے purview میں نہیں ہونی چاہیے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قانون کے تحت وہ ہے بھی نہیں، بالکل نہیں ہے ایک business transaction جو دو پرائیویٹ لوگوں کے مابین ہے اس پر نیب کی jurisdiction نہیں ہے۔ اگر کسی businessman کی transaction public office holder یا proceeds of crime of offence کی جو نیب کے قانون کے اندر 12 offences ہیں اس میں آتی ہے تو پھر اس کے اوپر ایک indirect link پیدا ہو جاتا ہے اور اس سے سوال و جواب ہو سکتا ہے۔ ہم اس حد تک بھی بات کرنے کو تیار تھے اور آج بھی ہیں کہ اس پر safeguard ڈالے جاسکتے ہیں۔

جناب والا! ابھی آپ کے علم میں ہو گا کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے نیب کے جو under rules بننے ہیں ان کے حکم پر نیب نے بنائے، سپریم کورٹ آف پاکستان نے وہ حکومت پاکستان کو دیئے کہ آپ اس کے اوپر اپنی input دیں۔ ہم اس کے اندر بھی وہ safeguard ڈالنا چاہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! مسئلہ یہ ہے کہ ہم دو صفحات پر کھڑے ہیں۔ جس طرح فیصل جاوید نے بھی دکھایا تھا۔ ہم جو amendments لانا چاہتے ہیں وہ یہاں پر بل کی صورت میں بھی آیا lapse کر گیا۔ جو amendment opposition لانا چاہتی ہے اس کا مسودہ یہ ہے۔ جس کے اندر 34 شقیں ایسی ہیں جس میں سے ساڑھے تینتیس کو ہم مان بھی نہیں سکتے اگر ہم ماننا بھی چاہیں تو۔ میں نے آپ کے سامنے uncap رکھا ہے، ہماری international commitments ہیں۔ Money laundering کا حصہ ہونا چاہیے۔ یہ document کہتا ہے money laundering NAB کا حصہ نہیں ہونا چاہیے۔ ہم کہتے ہیں احتساب سب کا ہونا چاہیے یہ کہتے ہیں 1999 کے بعد ہونا چاہیے۔ ہم کہتے ہیں احتساب کسی بھی چوری کا ہونا چاہیے ایک روپے کی ہو یا اربوں روپے کی ہو یہ document کہتا ہے کہ ایک ارب سے اوپر ہونی چاہیے۔ جناب چیئرمین! یہ تو پھر نظریات کا اختلاف ہے، ان نظریات کے اختلافات کے ساتھ قانون کے اندر ترمیم کیسے ہو سکتی ہے۔ ہم آج بھی کہتے ہیں کہ ہم ہر طرح کی بات کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن اس بات کے اوپر کہ personal specific نہیں ہونی چاہیے۔ کوئی بھی amendment قانون کے اندر، یا کوئی ایک قانون کسی ایک شخص یا کسی ایک طبقے کے لیے، اس کے ذاتی مقاصد کے لیے بنایا جائے گا تو وہ کبھی بھی اچھا قانون نہیں

ہو سکتا اور ہم اس قانون کے ساتھ کبھی بھی نہیں ہو سکتے۔ ہم چاہتے ہیں قانون بنے ان کے لیے جو بائیس کروڑ عوام کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان بائیس کروڑ عوام کے لیے بنیں، سب کے لیے، discrimination نہیں ہونی چاہیے۔ یا تو ہم کہتے ہیں کہ اس نظام کو بالکل بند کرنا ہے تو اس کو بند کر دینا چاہیے۔

جناب چیئر مین! آخر میں، میں دو چیزیں کہنا چاہتا ہوں، میڈیا ٹرائل کے اوپر بات کرنا چاہتا ہوں، پگڑیاں اچھالنا، جناب چیئر مین! کوئی کسی کی پگڑی نہیں اچھالتا، اس چیز کو اس مدعا کو خود issue بنایا جاتا ہے۔ آپ جن مذہب معاشروں کی بات کرتے ہیں، ان مذہب معاشروں میں جب کوئی law enforcement کا ادارہ آپ کو گرفتار کرتا ہے یا summon کرتا ہے، یا آپ کو تحقیق کے لیے بلاتا ہے تو آپ اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر جلوس نہیں نکالتے۔ آپ چار سولوگوں کو لے کر نیب لاہور کی بلڈنگ کے اوپر پتھر اؤ نہیں کرتے۔ آپ اس کے بعد بڑی بڑی پریس کانفرنسیں کر کے یہ نہیں کہتے کہ یہ فلاں شخص کروا رہا ہے، اس کے پیچھے فلاں شخص ملوث ہے۔ اگر آپ اس قسم کا کام کریں گے تو دوسری پارٹی بھی آپ کو جواب دے گی۔ تالی دونوں ہاتھوں سے بچتی ہے آپ کو یہ سلسلہ بھی بند کرنا پڑے گا کہ ہر چیز کو just because آپ political figure ہیں آپ سے اگر احتساب کی بات کی جائے گی تو وہ political victimisation نہیں بنتی۔ آپ اگر یہ الزام لگائیں گے، جب آپ کہتے ہیں political victimisation تو یہ الزام لگانا ہے۔ آپ الزام لگائیں گے تو اس الزام کا جواب دیا جائے گا۔

آخر میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایوان کے ممبران کے جو cases ہیں اس پر آپ کی سربراہی میں بات ہو سکتی ہے۔ حکومت آپ کے سسٹم کے لیے موجود ہے، اس پر اداروں کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ ہم ان کے behalf پر بات نہیں کرتے لیکن انہیں اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ Person specific بات ہمیں نہیں کرنی چاہیے۔ اس ایوان میں ہمیں specific بات کرنی چاہیے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: The motion No. 1, has been talked out.

راجہ صاحب کی بات سن لیں۔

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the Opposition

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: جناب چیئرمین! میں فاضل مقرر کی پوری تقریر تو نہیں سن سکا، میں نماز کے لیے گیا ہوا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دو ایسے معاملات ہیں جس کی وجہ سے یہ سارا process controversial ہو گیا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم even handed کرتے ہیں قانون اور واقعات کے مطابق لوگوں کے خلاف proceed کرتے ہیں لیکن پورے ملک کے اندر ایسا impression بن گیا ہے، یہ نہیں کہ کوئی ویسے ہی بن گیا ہے، یہ perception ہی نہیں ہے بلکہ اس میں حقائق ہیں کہ اگر کوئی جرم ایک ہی قسم کا اپوزیشن کی طرف سے کسی آدمی پر ہو تو وہ unprotected ہوتے ہیں اور اسی قسم کا جرم یا اس سے گھناؤنا جرم کسی حکومتی شخص کے ساتھ ہو جاتا ہے تو ان دونوں میں صرف وہ unprotected ہے، جو اپوزیشن

میں ہے اس کے خلاف تو کیس بن جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں ہمیں defend کرنا ہوتا ہے تو یہی اصل خرابی ہے۔ یہ موصوف جو ابھی تقریر کر رہے تھے یہ سب سے زیادہ غلط زبان، personal attack اور ہر معاملے کو بنا کر ایک ایسا نقشہ پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اب تو لوگوں نے ان کو سننا بند کر دیا ہے۔ پتا ہوتا ہے کہ کس کے لیے آئے ہیں اور کیوں آئے ہیں۔ ایک طرف تو عدالت میں یا نیب کے پاس معاملہ جاتا ہے، دوسری طرف یہ خود، وزیر یا کوئی اور تین تین چار چار بیٹھ کر اس آدمی کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بری بات اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر کسی کے خلاف کوئی معاملہ آ جاتا ہے تو عدالت کے اوپر رہنے دیں، اس پر فیصلہ کرنے دیں، وہاں پر آپ نے جو evidence پیش کرنا ہے اس کو پیش کرنے دیں لیکن ایسا نہیں ہوتا اس کے parallel پروپیگنڈا میڈیا ٹرائل شروع کر دی جاتی ہے یہ بہت تکلیف دہ ہے۔ ایک تو discrimination ہے کہ حکومت کے پاس اگر کوئی آدمی ہو تو اس کی protection ہو، جیسے چینی کا سکینڈل ہوا، آٹے کا سکینڈل ہوا، درختوں کے سکینڈل ہوئے، دوائیوں کے سکینڈل ہوئے، میں کہتا ہوں کوئی بھی ہو اس کو ہاتھ نہیں لگایا جاتا۔ کوئی کسی کو کچھ نہیں کہتا، وہ اپنی بھرپور کوشش کے ساتھ جو کچھ اس میں سے نکالنا ہوتا ہے وہ نکال کر ان کی مرضی کے ساتھ اس محکمے کو چھوڑ دیتا ہے۔ باہر چلا جاتا ہے یا کہیں دوسری جگہ adjust کر دیا جاتا ہے۔ ایک تو یہ بڑی تکلیف دہ بات ہے جو عام آدمی کو بھی سمجھ میں آتی ہے اور Law knowing آدمی کو بھی سمجھ آتی ہے۔ ایسی جگہ کوئی ہے جس کے پاس آدمی جائے، کس کے سامنے شکایت کرے، کس کے سامنے مقدمہ درج کروائے یہ تو ہر آدمی کے بس کی

بات نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ جو ماحول بن گیا ہے کہ اگر آپ حکومت کے ساتھ تو پاک صاف ہیں، اگر آپ پاک و صاف نہیں بھی ہیں تو آپ کو کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اب private complain لے کر بھی کوئی آدمی جائے تو اس کی کیا شنوائی ہوگی اور پھر میڈیا کے اوپر ہر روز اس کے خلاف بات کی جائے گی تو پھر ایک perception بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ وہاں پر gobbles بیٹھے ہوئے ہیں، وہاں ایسے لوگ بیٹھے ہوئے جو کہتے ہیں کہ مسلسل جھوٹ بولا جائے تو وہ بھی سچ نظر آنا شروع ہو جاتا ہے، یہ چیزیں بڑی تکلیف دہ ہیں۔ یہاں پر جو کہا جاتا ہے کہ آج ایک سائڈ بھگت رہی ہے کل شاید دوسری سائڈ بھگتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی غلط ہے۔ اگر سائڈوں کی بات کر کے اگر آدمی کہے کہ چلیں اس قانون کو رہنے دیں اب نہ بدلیں جب ان کی باری آئے گی تو پھر ہم ان سے پوچھیں گے کہ اب ان کی کیا صورت حال ہے۔ اب کیسا محسوس کر رہے ہیں، یہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ اس لیے جو چیزیں یہاں پر کہی جاتی ہیں ان کو دیانتداری اور سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کرنا چاہیے اور جو غلط کام کیے جا رہے ہیں ان کی اصلاح کرنی چاہیے نہ کہ آپ اس کو بلا وجہ defend کریں۔ میں نے کل پرسوں پڑھا ہے جو FAFEN کا تھا یا free and fair elections کا ادارہ بنا ہوا ہے، اس کے سربراہ کا بیان تھا، انہوں نے Supreme Court کے judges کو quote کیا ہوا ہے، وہ کہتے ہیں یہ سارا سلسلہ یک طرفہ چل رہا ہے، آپ government کے خلاف ہیں، آپ بلا وجہ مجرم بن جاتے ہیں اور اگر آپ government کے حق میں ہیں تو آپ کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، وہ آپ کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ Cabinet میں تشریف فرما ہیں۔ اس لحاظ سے یہ چیزیں ہیں جن کو کوئی آدمی برداشت

کرتے کرتے، جب ایسا وقت آجاتا ہے پھر اس کے خلاف political reaction ہونا شروع ہو جاتا ہے اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا، کہتے ہیں اگر کوئی ایسی بات ہے ٹھیک ہے آپ عدالت میں جائیں، اب ہر آدمی کے بس کی بات تو نہیں ہے، ایک طرف تو government آپ کے خلاف لگی ہوئی ہو، اس نے مقدمے بنائے ہوئے ہوں اور ایک آپ اپنی بچت کے لیے عدالت میں خود چلے جائیں، وہاں پر کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا۔ اس لیے ان ساری چیزوں کو دیانت داری اور ٹھنڈے دل کے ساتھ اور جس میں مقصدیت ہو، آدمی کو اس پر غور ضرور کرنا چاہیے ورنہ انسان یہ سمجھتے ہیں کہ اگر دنیا میں کچھ بھی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے پھر سر بیع الحساب، پھر وہ سختی سے حساب لینے والا بھی ہے اور لیتا ہے یہ نہیں ہے کہ وہ دنیا کو بنا کر چھوڑ گیا ہے، جو لوگ حکومت میں آجاتے ہیں کہ وہ جو مرضی چاہے کرتے رہیں، ان کو اپنی مخلوق کا کوئی خیال نہیں ہوگا، نہیں ان کو خیال ہے، اس حد تک نہ جائیں جب تک ان کا علاج اوپر سے نہ آنا شروع ہو جائے، شکریہ۔

Mr. Chairman: The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 5th January, 2021 at 3:00 p.m.

*[The House was then adjourned to meet again on
 Tuesday, the 5th January, 2021 at 3:00 p.m]*

Index

جناب ظہیر الدین بابر اعوان.....	13
سینیٹر بہرہ مند خان تنگی.....	2, 20, 37
سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی.....	14
سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم.....	6
سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق.....	2, 91
سینیٹر روبینہ خالد.....	44
سینیٹر سسی پلیجو.....	44, 66, 67
سینیٹر سلیم مانڈوی والا.....	18, 20, 28
سینیٹر شیریں رحمن.....	4
سینیٹر عبدالرحمن ملک.....	55, 65, 60
سینیٹر فیصل جاوید.....	48
سینیٹر محمد جاوید عباسی.....	10
سینیٹر محمد طاہر بزنجو.....	41
سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ.....	9
سینیٹر منظور احمد کاکڑ.....	18
سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری.....	18
سینیٹر میر کبیر احمد محمشہی.....	7
سینیٹر ولید اقبال.....	31, 66
سینیٹر منظور احمد کاکڑ.....	16, 17
مرزا شہزاد اکبر.....	72